غفرانیہ دینی مشن کی ساتویں خدمت

سہاگ

مولفہ

حجۃ الاسلام مرجع الانام آیۃ اللہ صدر الشریعت قائم الملۃ سلطان العلماء

مولانا المفتی السید قائم مہدی صاحب قبلہ نقوی الحائری

مجتہد العصر دامت برکاتہ آل حضرت غفرانمآب

امام جماعت جمعہ مسجد آصفی لکھنؤ

منیجر غفرانیہ دینی مشن لکھنؤ نے شایع کیا

قیمت پچہتر پیسے ——— مطبوعہ سرفراز قومی پریس لکھنؤ

غفرانیہ دینی مشن کی ساتویں خدمت

۱۴ چودہ ستارے

چوتھا ستارا حضرت حسن مجتبیٰؑ کے حالاتِ زندگی

مولفہ

حجۃ الاسلام آیۃ اللہ صدر الشریعت قائم الملۃ سرکار سلطان العلماء

مولانا المفتی السید قائم مہدی صاحب قبلہ نقوی الحائری مجتہد العصر مدظلہ
آل حضرت غفرانمآب امام جماعت جمعہ مسجد آصفی لکھنؤ

(منیجر غفرانیہ دینی مشن لکھنؤ نے شائع کیا)

قیمت:۔ ۲۵ پیسے

مطبوعہ الواعظ پریس لکھنؤ

۷۸۶

پیش لفظ

حضرات چہاردہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے سوانح حیات عربی و فارسی کتب میں بڑی تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ اردو زبان میں بھی جو سوانح عمریاں لکھی گئی ہیں وہ بھی مختصر کی تعریف سے باہر ہیں۔ موجودہ زمانہ میں مذہبیات سے بیگانگی اس حد پر ہے کہ کسی مفصل سوانح حیات کا پڑھنا ہمارے نوجوانوں کیلئے وقت و فرصت کی قید کا پابند ہے اور دلچسپ و دل پسند کتاب چاہے کتنی ہی ضخیم کیوں نہ ہو وہ وقت و زمانہ کی ہر قید سے آزاد ہے۔ یہ دیکھ کر بڑا ہی دکھ ہوتا ہے کہ ہماری قوم کے نہ صرف چھوٹے بچے بلکہ نوجوان اور بہت سے جوان بھی اپنے آئمہ کرام کے عملی زندگی کے نمایاں پہلوؤں اور روحانی کمالات سے واقفیت نہیں رکھتے اس لئے میرے ضمیر کا تقاضہ ہوا کہ اپنے نوجوانوں کے لئے میں حضرات چہاردہ معصومینؑ کے سوانح حیات اختصار کے ساتھ اس طرح لکھوں کہ ضروری معلومات بھی فراہم ہو جائیں اور اختصار پسند طبائع کو یہ کہنے کا بھی موقع نہ مل سکے کہ ہم عربی فارسی یا اردو کی بسیط و طویل کتابوں سے استفادہ حاصل کرنے سے معذور تھے۔ اس لئے میں نے اس سلسلہ کو شروع کیا اور اس بات کا خاص طور سے لحاظ رکھا کہ عربی و فارسی عبارات نقل نہیں کیں سادہ سلیس اردو اور روزمرہ کے محاورات میں لکھا تاکہ بچے، لڑکیاں اور کم استعداد کے لوگ بھی اس کو پڑھکر مذہبی معلومات حاصل کر سکیں اور اختصار پسند حضرات بھی راہ فرار اختیار نہ کر سکیں۔ چونکہ یہ نیک خیال ماہ رمضان کے پہلے ہفتہ میں آیا اور ۱۵ رمضان کو امام دوم حضرت حسنؑ ابن علی علیہما السلام کے ولادت کی تاریخ تھی اس لئے میں نے اپنے دوسرے امام کے حالات زندگی ہی سے دینی کتاب [illegible] کی ابتداء کردی اور ۲۹ رمضان کو یہ مختصر سوانح عمری تمام کردی اور تیسرے امام حضرت سید الشہداءؑ کے سوانح حیات لکھنا شروع کردئے اس بات کا بھی لحاظ رکھا جائے گا کہ میرا کوئی رسالہ ۲ جزو سے کم اور ۳ جزو سے زیادہ نہ ہو۔ خدا کرے کہ میں چہاردہ معصومین کے سوانح حیات اسی انداز سے جلد از جلد لکھ کر اپنے قوم کے بچوں اور نوجوانوں کے لئے ایک تحفہ پیش کر سکوں اب میں بلا کسی مزید تمہید کے اصل رسالہ شروع کر رہا ہوں ہو الموفق و ہو المعین۔

خادم الشریعت المطہرہ
السید قائم مہدی النقوی عفی عنہ بقلمہ (آل حضرت غفرانمآب)

۲۹ رمضان ۱۳۹۲ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۷۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوتھا سہارا حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے حالات

نام

ابن بابویہ نے معتبر اسناد کے حوالہ سے امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب صدیقہ طاہرہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا الصلوٰۃ و السلام کے یہاں پہلا فرزند پیدا ہوا تو حضرت فاطمہ نے مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ اس بچہ کا نام رکھئے آپ نے فرمایا کہ میں رسول خدا پر سبقت نہیں کر سکتا چنانچہ حضرت امیر اپنے فرزند کو لئے ہوئے خدمت رسول خدا میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ اس بچہ کا نام تجویز کیجئے رسول خدا نے فرمایا علی تم نے کوئی نام نہیں رکھا عرض کی میں آپ پر سبقت نہیں کر سکتا تھا رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ میں خدا وند عالم پر سبقت نہیں کر سکتا ادھر یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ادھر حقتعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ زمین کی طرف جاؤ اور میرے حبیب کو بچہ کی ولادت پر مبارکباد اور تحفۂ درود و سلام پہونچاؤ اور کہو کہ علی کو آپ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے ہے لہٰذا اس بچہ کو پسر ہارون کے نام سے موسوم کیجئے جبرئیل نے پیام الٰہی پہونچایا رسول اللہ نے پوچھا پسر ہارون کا نام کیا تھا جبرئیل نے کہا شبر حضرت نے فرمایا کہ ہماری زبان تو عربی ہے جبرئیل نے کہا کہ شبر عبرانی لفظ ہے اس کا عربی میں

ترجمہ "حسنؑ" ہے لہذا "حسنؑ" نام رکھے اس طرح آپ کا اسم گرامی "حسنؑ" ہوا (۱)

عقیقہ | فصول المہمہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت حسنؑ پیدا ہوئے تو رسولِ خدا نے ایک گوسفند بزرگ پر عقیقہ کیا اور سر کے بالوں کے برابر چاندی تصدق کی (۲) گوشت محتاجوں کو بانٹ دیا اور ران جناب امام حسنؑ کی دائی اسماء بنت عمیس کو عطا فرمائی۔

لقب | جنات الخلود میں حضرت کے بہت لقب لکھے ہیں منجملہ ان کے سبط اکبر "تقی" "طیب" "زکی" "سید" "سبط" "ولی" "امیر" مجتبیٰ ہیں۔

کنیت | حضرت امام حسنؑ کی کنیت ابو محمد تھی لیکن پیغمبر خدا ان کو ابا محمد صاحب محامد و مکارمات فرماتے تھے۔

پدر و مادر | حضرت امام حسنؑ کے والد بزرگوار غالب کل غالب حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور مادر گرامی سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمہ زہرا بنت رسولِ خدا صلی اللہ علیہم اجمعین تھیں۔

---

(۱) منتہی الامال صفحہ ۱۶۰ (۲) دوائر العلوم صفحہ ۲۳ تذکرۃ سبط ابن جوزی صفحہ ۱۱۱، فصول المہمہ صفحہ ۱۳۳ ذخائر العقبیٰ صفحہ ۱۱۸، بحار الانوار جلد ۱۰ صفحہ ۶۷ تاریخ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۲۸، تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۱۲۳، تاریخ ابن کثیر جلد ۸ صفحہ ۱۳، اصابہ جلد ۱ صفحہ ۳۲۹، مرأۃ العقول جلد ۱ صفحہ ۳۹۱، مناقب شافعی صفحہ ۶۴۔

حضرت حسنؑ کو دودھ پلانے والی ام الفضل بنت عباس بن عبدالمطلب تھیں۔

مرضعہ

روایت میں ہے کہ ایک روز ام الفضل حضرت رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ اے خدا کے رسولؐ میں نے شب کو خواب دیکھا کہ آپ کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا میرے دامن میں آیا ہے۔ حضرت نے فرمایا تمہارا خواب سچا ہے عنقریب میری بیٹی فاطمہ کے یہاں ایک پسر پیدا ہونے والا ہے جس کو تم دودھ پلاؤ گی۔

ولادت

حضرت حسن علیہ السلام کی ولادت ۱۵ رمضان ۳ھ میں ہوئی۔ خاندانِ نبوت میں امام حسنؑ کی ولادت کا بڑا ہی مسرت خیز سبب ایک تو یہ تھا کہ رسولؐ کی پیاری بیٹی کا پہلا پسر متولد ہوا تھا اور اس سے بڑھ کر یہ سبب تھا کہ جب مکہ معظمہ میں رسولؐ کے سب بیٹے انتقال کر گئے اور صرف ایک دختر حضرت فاطمہ تھیں تو دشمنوں نے یہ طعنہ دینا شروع کیا کہ رسولؐ مقطوع النسل ہو گئے اور اس طعنہ سے پیغمبر اسلامؐ کو دلی اذیت پہنچتی تھی اس وقت رسولؐ کی تسکین کے لیے سورہ کوثر نازل ہوا۔ اور خدا نے اپنے حبیب کو خوشخبری دی کہ اے رسولؐ آپ رنجیدہ کیوں ہیں ہم نے تو آپ کو کثرتِ نسل عطا کی ہے ابتر (مقطوع النسل) تو آپ کے دشمن ہیں لہٰذا رسولؐ کے مدینہ میں آنے کے تیسرے ہی سال حسن مجتبیٰ کی ولادت خاندانِ رسالت میں سورہ کوثر کی خوشخبری کی ابتدائی کڑی سمجھی جا رہی تھی اس لیے رسولِ خدا کو امام حسنؑ کی ولادت سے صرف اس حد تک خوشی نہ تھی جتنی ایک نانا کو نواسے کی ولادت سے ہوتی ہے بلکہ رسولؐ کو بے انتہا خوشی اس لیے بھی تھی کہ رسولؐ سمجھتے تھے کہ میری صداقت کی پہلی نشانی دنیا کے سامنے آگئی حسنؑ اور اس کے بعد بھائی حسینؑ سے تا قیامت میری نسل باقی رہے گی اور میرے دشمنوں کا نشان بھی نہ رہے گا۔

بہر حال رسولِ خدا نے امام حسنؑ کو گود میں لیا اور داہنے کان میں اذان بائیں میں اقامت کہی (۱)

(۱) ارشاد شیخ مفید صفحہ ۱۵۲۔ تاریخ صفحہ ۹ جلد ۵ ذخائر العقبیٰ صفحہ ۱۱۸

شافعی نے کفایۃ الطالب میں لکھا ہے کہ امام حسنؑ ۱۵ رمضان ۳ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے نانا حضرت رسولِ خدا سے مشابہ ترین تھے۔ طبری نے اعلام الوریٰ میں لکھا ہے کہ امام حسنؑ کی پیدائش کے ساتویں روز جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا کہ اے رسولؐ اس بچہ کا نام حسنؑ رکھئے اس لئے کہ علیؑ کو آپ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی اور ہارون کے بڑے بیٹے کا نام شبر تھا اور شبر کا عربی میں ترجمہ حسنؑ ہے۔ کتاب مصباح اور مسامرات ابن عربی میں روزِ ولادت حضرت امام حسنؑ شب جمعہ ۱۵ رمضان لکھا ہے۔ لیکن علامہ کلینی نے کافی میں اور شیخ طوسی نے تہذیب میں اور علامہ نے منتہی اور تحریر میں اور شیخ بحرانی نے حدائق میں حضرت کی ولادت ۲ھ میں لکھی ہے (۱) لیکن مشہور و معروف تاریخ ولادت امام حسنؑ ۱۵ رمضان ۳ھ ہے اور اسی تاریخ و سنہ کو علامہ اربلی نے کشف الغمہ میں اور شیخ مفید نے ارشاد میں تحریر کیا ہے حتیٰ کہ محب الدین طبری نے بھی طبری میں حضرت امام حسنؑ کی ولادت ۱۵ رمضان ۳ھ میں تسلیم کی ہے۔

منقبت سبطِ اکبر

انس بن مالک سے روایت ہے کہ حسنؑ بن علیؑ علیہما السلام سے زیادہ کوئی شخص بھی رسولِ خدا سے مشابہ ترین تھا ایک دن حضرت فاطمہ زہراؑ حسنؑ و حسینؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے خدمت رسولؐ میں آئیں اور کہا کہ بابا یہ دونوں بچے تو آپ ہی کے ہیں انکو اپنی وراثت میں کوئی چیز عطا فرمایئے رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا کہ حسنؑ کو اپنا سکون و وقار، عزت و شرف اور اپنی بزرگی دیتا ہوں اور حسینؑ کو اپنی شجاعت و سخاوت عطا کرتا ہوں۔ اور رسولِ خدا فرمایا کرتے تھے کہ حسنؑ میں میری ہیبت و سرداری ہے اور حسینؑ میں میری جرأت و سخاوت ہے (۲)

(۱) کشف الغمہ صفحہ ۱۵۴ - الاصابہ حرف ح صفحہ ۳ جلد - (۲) دوائر العلوم صفحہ ۳۴۲ الطبرانی وغیرہ

سردارانِ جنت

شیعہ و سنی محدثین نے بالاتفاق لکھا ہے کہ پیغمبرِ خدا حضرت محمد مصطفیٰؐ برابر فرماتے تھے کہ حسنؑ و حسینؑ دونوں جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ حذیفہ یمانی کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسولِ خدا کو بہت مسرور پایا عرض کی اے خدا کے رسول آج تو میں آپ کے چہرۂ مبارک پر بہت آثارِ مسرت پا رہا ہوں رسول اللہ نے فرمایا کہ اے حذیفہ کیوں کر میں خوش و مسرور نہ ہوں کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ حسنؑ و حسینؑ دونوں جوانانِ بہشت کے سردار ہیں اور اُن کے باپ علیؑ ان دونوں سے بھی افضل ہیں (۴۳)

شباہتِ رسولؐ

روایات میں ہے کہ حضرت امام حسنؑ نصف اعلیٰ میں رسولِ خدا سے کامل مشابہت رکھتے تھے حضرت امیر المومنین فرماتے تھے کہ جو شخص اس کو دیکھنا چاہے جو گردن سے روئے مبارک تک حضرت رسولِ خدا سے زیادہ مشابہ ہے وہ حسنؑ کو دیکھے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ حسنؑ سینہ سے سر تک رسول اللہ سے بہت زیادہ مشابہ ہیں انس بن مالک کا قول تھا کہ امام حسنؑ سے زیادہ رسولؐ سے مشابہ کوئی شخص تھا ہی نہیں (۴۴)

(۴۳) تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵۴۔ الاصابہ صفحہ ۱۲ جلد ۲۔ اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۱۲، صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۶، الکنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۶۔ (۴۴) کنز العمال صفحہ ۱۰۴ اور ۱۰۶

حلیہ مبارک حضرت کی آنکھیں سیاہ اور غلافی تھیں رخسار پتلے کتابی خط و خال کے تھے۔ کلائیاں گول ڈاڑھی گھنی ہوئی۔ گردن صراحی نما۔ شانے اور بازو بھرے بھرے۔ سینہ چوڑا۔ قد میانہ بال گھونگھر والے۔ بدن نہایت خوبصورت۔ اعضا سڈول (۵)

رسول کی محبت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ میں ایک ضرورت سے رسول خدا کی خدمت میں گیا تو حضرت کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حسنؑ و حسینؑ میرے دونوں فرزند ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں اے خدا تو بھی ان کو دوست رکھ بلکہ ان کے چاہنے والوں پر بھی نظر عنایت رکھنا ایک صحابی رسول کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت رسالتمآب ہم لوگوں کی طرف اس شان سے تشریف لائے کہ ایک کندھے پر حسنؑ کو بٹھائے تھے اور دوسرے کندھے پر حسینؑ کو اور کبھی حسنؑ کا بوسہ لیتے تھے کبھی حسینؑ کو پیار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو ان دونوں بچوں کو دوست رکھے گا وہ میرا بھی دوست ہوگا اور جو ان سے عداوت رکھے گا وہ میرا بھی دشمن ہوگا ایک دن رسولؐ اپنے فرزند حسنؑ کو اپنے کندھے پر سوار کئے ہوئے کہیں جا رہے تھے کسی نے کہا کہ اے فرزند رسولؐ آپ کتنی اچھی سواری پر سوار ہیں یہ سننا تھا کہ رسول اللہ نے تھوڑا رک کر فرمایا کہ واہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ کتنا اچھا سوار ہے (۶)

---

(۵) ذکر المولا بی بحار الانوار ج ا صفحہ ۶۷ در اخبار العلوم جلد ۲۳ صفحہ ۲۔
(۶) المسعد القابیہ جلد ۳ صفحہ ۱۵ [illegible]

(۱)

محمد ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ ایک دن ابوسفیان خدمت امیرالمومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہما السّلام میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے ابوالحسنؑ آپ اپنے بھائی حضرت محمدؐ مصطفےٰ سے میرے فلاں معاملہ کو اس طرح طے کرادیں اور اس کا عہد نامہ بھی تحریر کرادیں۔ حضرت امیرالمومنین نے فرمایا کہ رسولؐ اللہ تمہارے لیے جو عہد نامہ کر چکے ہیں اس سے روگردانی معاذ اللہ کبھی نہیں کر سکتے اب تم کوئی نئی خواہش نہ کرو جب ابوسفیان حضرت امیرالمومنین کی طرف سے مایوس ہوا تو اس نے رسولؐ کی اکلوتی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا سے کہلا بھیجا کہ آپ اپنے صاحبزادے امام حسنؑ سے سفارش کرادیجئے جناب سیدہ کچھ جواب دینے نہ پائی تھیں کہ امام حسنؑ جن کا اس وقت سن صرف ۱۴ مہینہ کا تھا ابوسفیان کی طرف جھپٹے اور اس کی ڈاڑھی پکڑ کر فرمایا کہ اگر تو کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کہہ دے تو میں اپنے نانا سے تیری سفارش کرنے پر تیار ہوں

جب حضرت علیؑ نے یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی تو فرطِ مسرت سے یوں گویا ہوئے کہ شکر ہے اُس خالقِ عالم کا جس نے ذریتِ محمد مصطفٰیؐ میں بھی یحییٰ بن زکریا پیغمبرؑ کا مثل و نظیر پیدا کر دیا اور بچپن ہی میں اُس کے سر پر مملکتِ شریعت کا تاج رکھ دیا (۱)

(۲)

حسنؑ مجتبٰی بچپن ہی سے لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دیتے تھے اور بری باتوں سے روکتے تھے چنانچہ آپ نے رسولؐ خدا کے بعد جب ایک مرتبہ ابوبکر کو منبرِ رسولؐ پر دیکھا تو یوں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرمایا کہ جس جگہ پر بیٹھے ہو میرے باپ حقدار ہیں اُس جگہ پر تم کیسے پہونچ گئے لے ابوبکر فوراً منبر سے اتر آؤ۔ ابوبکر نے سنکر کہا حسنؑ تم سچ کہتے ہو واقعاً یہ تمہارے پدر بزرگوار ہی کے بیٹھنے کی جگہ ہے یہ کہہ کر منبر سے اتر آئے اور حسنؑ کو گود میں لے کے رونے لگے (۲)

(۳)

حضرت حسنؑ مجتبٰی برابر خدمتِ رسولؐ میں حاضر رہتے تھے جب کہ اُن کی عمر سات سال کی تو اپنے نانا رسولؐ خدا سے جو موعظہ سنتے تھے وہ سب گھر آ کے اپنی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا سے بیان کر دیا کرتے تھے۔

(۱)۔ مناقب آلِ ابی طالب جلد ۴ صفحہ ۴۶
(۲) تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۵۔ ریاض نضرہ صفحہ ۱۲۸ صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۵

اور جب امیر المومنین بیت الشرف میں تشریف لاتے تھے تو حضرت فاطمہ اپنے بابا کا موعظہ حضرت علیؑ سے دہرا دیا کرتی تھیں اور امیر المومنین دریافت کرتے تھے کہ اے دختر رسولؐ تم کو یہ سب کیسے معلوم ہوا تو صدیقہ طاہرہ فرماتی تھیں کہ آپ کے فرزند حسنؑ نے مجھ سے بیان کیا ہے۔ یہ سنکر حضرت کو بھی اشتیاق ہوا کہ میں بھی اپنے اس کمسن فرزند کی زبان سے موعظہ رسولؐ کو دہراتے سنوں چنانچہ ایک دن امیر المومنین حسنؑ مجتبےٰ کے گھر آنے سے پہلے ہی واپس آ کے ایک گوشہ میں پوشیدہ ہو گئے حسنؑ مجتبےٰ حسب معمول گھر پر آئے اور اپنی والدہ ماجدہ سے موعظہ رسولؐ بیان کرنا شروع ہی کیا تھا کہ زبان رکنے لگی جناب سیدہ متعجب ہونے لگیں پس فوراً ہی امام حسنؑ نے اس راز کو بھی ظاہر کر دیا اور عرض کی مادر گرامی آپ متحیر نہ ہوں شاید میرا کوئی بزرگ میرا کلام سن رہا ہے اور اس کے رعب نے میری زبان بند کر دی ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت امیر المومنین گوشہ سے نکل آئے اور حسنؑ مجتبےٰ کو گلے سے لگا کے منھ چومنے لگے۔ (۱)

(۴)

فرزند رسولؐ حضرت حسنؑ مجتبےٰ محل فخر میں فرماتے تھے کہ میں درخت شرافت کی بہترین شاخ ہوں میرے باپ (رسول خدا و علی مرتضیٰ) اشرف قبایل سرداران عرب ہیں۔ حسب و نسب کی شرافت و بزرگی ام سے

(۱) بحار الانوار جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۳

مخصوص ہے مجھ سے کون بہتر ہے۔ میں شرافت کی بلند ترین شجر کی شاخ ہوں میں نورانی میوؤں کا چمکتا ہوا ایک میوہ ہوں۔ مجھکو شجرۂ نبوت کہ جس کی اصل اسلام اور سرچشمۂ علم نے بلند کیا اور آسمان فخر و مباہات کی بلندی تک پہونچایا اور مجھکو عزت و مرتبت و شرف پر غلبہ عنایت فرمایا۔ ہم وہ دریا عمیق ہیں جو کبھی خشک نہیں ہو سکتے اور وہ بلند و بالا پہاڑ ہیں جو کبھی پست نہیں ہو سکتے (۲)

(۵)

نسائی نے عبداللہ بن شداد سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میرے باپ پیغمبر خدا کے ساتھ نماز عشا پڑھنے چلا اور حضرت حسنؑ مجتبےٰ بھی ساتھ تھے جب رسولؐ خدا سجدہ میں گئے۔ تو نواسہ رسولؐ اپنے نانا کی پشت پر بیٹھ گئے پس رسولؐ خدا نے سجدہ کو اتنا طول دیا کہ حسنؑ مجتبےٰ پشت سے اتر آئے بعد ختم نماز اصحاب نے عرض کی ہم لوگ سمجھ رہے تھے کہ کوئی حادثہ ہوگیا یا وحی نازل ہو رہی ہے جو اس قدر طولانی سجدہ کیا حضرت نے فرمایا یہ کچھ ہی نہ تھا۔ بلکہ میرا فرزند میرا میوۂ دل حسنؑ پشت پر بیٹھا ہوا تھا اس لئے میں نے سجدہ کو اتنا طول دیا تھا کہ وہ خود سے اتر آئے (۳)

(۲) ناسخ التواریخ جلد ۵ صفحہ ۹۰ فصول المہمہ ابن صباغ مالکی صفحہ ۱۴۴

(۳) مراۃ الجنان جلد ا صفحہ ۱۲۳ نور الابصار صفحہ ۱۱۹

حسنؑ مجتبیٰ کے بزرگوں کی رحلت

آپ کی عمر شریف جب ۷ سال ۵ ماہ ۱۳ دن کی ہوئی تو آپ کے نانا حضرت رسولِ خدا کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور ۲۸ صفر ۱۱ھ کو آپ اپنے نانا کی شفقتوں سے محروم ہو گئے اور اسی سال ۳ جمادی الثانی کو اپنی والدۂ گرامی حضرت فاطمہ بنت رسولؐ کی جدائی کا صدمہ اٹھایا۔ ۳۷ سال ۷ یوم کی عمر میں حضرت علیؑ ایسے شفیق و مہربان باپ کے سایہ عطوفت سے محروم ہوئے اور اسی وقت سے آپ شیعوں کے دوسرے امام ہوئے اور کوفہ میں قیام فرمایا ۶ ماہ ۳ دن تک خلافت ظاہری کر کے ۲۴ ربیع الاول ۴۱ھ میں معاویہ کی درخواست پر صلح کر کے مدینہ واپس تشریف لے آئے اور یہاں دس سال قیام فرمایا۔

حضرت کے حالات کسنی ختم ہوئے اب ہم مختصر طور پر اوصاف امام حسنؑ کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔

(۱)

حضرت کے زہد کا یہ عالم تھا کہ ۳ مرتبہ اپنا کل مال راہ خدا میں تقسیم فرمایا۔ اور ۲ مرتبہ آدھا مال راہ خدا میں دے دیا۔ یہاں تک کہ اپنے نعلین بھی کچھ لوگوں کو دے دیئے

(۲)

حضرت امام حسنؑ سے ایک مرتبہ کسی نے سوال کیا تو آپ نے اس کو پچاس ہزار درہم اور پانچ سو اشرفیاں عنایت فرمادیں اور ارشاد فرمایا کہ مزدور لاکے اٹھالیجا جب وہ شخص مزدور لایا اور وہ سب مال لے کے جانے لگا تو حضرت نے اُن مزدور کو اپنا چغہ یہ کہہ کے عنایت فرمادیا کہ مزدور کی مزدوری بھی تو میری ہی طرف سے ادا ہونا چاہیئے۔

(۳)

ایک مفلس و پریشان حال نے حضرت سے سوال کیا اور اپنی پریشان حالی کی شکایت کی پس حضرت نے اپنے داروغہ کو بلایا اور حساب کتاب پوچھا پھر حکم دیا کہ جتنا مال تمہارے پاس بچا ہے لے آؤ چنانچہ وہ پچاس ہزار درہم لایا پھر حضرت نے فرمایا کہ تمہارے پاس میری پانچ سو اشرفیاں بھی تو تھیں اُس نے عرض کی جی ہاں مولا۔ حضرت نے وہ بھی منگوا کر کل اشرفیاں اور درہم اس شخص کو دے دیئے۔ اور اتنا مال دینے کے بعد بھی سائل سے عذر خواہی فرماتے رہے۔

(۴)

ایک دن ایک شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کرنے لگا کہ فلاں مقام پر ایک سائل خدا سے دس ہزار درہم کا سوال کر رہا ہے یہ سنتے ہی حضرت

نے دس ہزار درہم اُس کو بھجوادئے۔

حضرت کی سخاوت کا یہ عالم دیکھ کر کچھ لوگوں نے عرض کی کہ یا حضرت آپ خود تو فاقے کرتے ہیں مگر سائل کو کبھی محروم واپس نہیں کرتے ارشاد فرمایا کہ میں بارگاہ خداوندی کا سائل ہوں اور اُس سے مانگتا ہوں لہذا مجھے شرم آتی ہے کہ خود خدا کا سائل ہو کر دوسرے سائل کو محروم واپس کردوں۔ خداوند عالم مجھے اپنی نعمتیں دیتا ہے اور میں اس کے مخلوقات کو وہ نعمتیں پہونچاتا رہتا ہوں مجھے یہ خوف لگا رہتا ہے کہ اگر میں اپنی یہ عادت ترک کردوں تو خداوند عالم اپنی یہ نعمتیں مجھ سے سلب نہ کرلے (۱)

ایک دن ایک شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ مال کا سوال کیا مگر اس دن حضرت کا ہاتھ بالکل خالی تھا بیت المال صاف پڑا تھا گھر میں فاقہ تھا مگر حضرت کی حکمت عملی اور تعلیم روحانی نے اس وقت بھی سائل کو محروم تمنا نہ ہونے دیا بلکہ حضرت نے اس شخص سے فرمایا کہ میرے پاس تو اس وقت کچھ بھی نہیں ہے مگر میں تجھ کو ایک ایسی تدبیر بتاتا ہوں کہ جس سے تجھ کو کافی مال مل جائے گا اور وہ یہ ہے کہ فلاں خلیفہ کی بیٹی مرگئی ہے اور اس کو اس لڑکی کا بڑا صدمہ ہے اور ابھی تک کسی نے مناسب الفاظ میں اس کی تعزیت بھی نہیں کی ہے تم جاکر اس کی اس طرح تعزیت کرو جس طرح میں بتاتا ہوں اس سے تم کو بڑی دولت مل جائے گی سائل نے عرض کی یا حضرت مجھے وہ کلمات تعزیت سکھا دیجئے فرمایا

۱۔ نور الابصار صفحہ ۱۲۳

اُس سے جا کے کہنا الحمد للہ الذی ستر ھا بجلوسک علیٰ قبرہا و لا ھتکھا بجلوسہا علیٰ قبرک یعنی خدا کا شکر ہے کہ اُس نے آپ کو بیٹی کی قبر پر بٹھا کے اس کا پردہ رکھ لیا اور آپ کی بیٹی کو آپ کی قبر پر بٹھا کے پردہ دری نہ کی۔ یہ کلمات یاد کر کے وہ شخص خلیفہ کے پاس گیا اور یہی الفاظ دہرا دیئے۔ جب خلیفہ نے معرفت میں ڈوبی ہوئی بات سنی تو اس کا رنج و غم کافور ہو گیا اور اس شخص کو مال کثیر دیا پھر خلیفہ نے کہا کہ تجھ کو خدا کی قسم دیتا ہوں سچ سچ بتا دے کہ یہ کلمات تو نے خود سے کہے ہیں یا کسی نے سکھائے ہیں اس نے کہا کہ اگر تو سچ پوچھتا ہے تو یہ ہے کہ یہ کلمات مجھ کو امام حسنؑ علیہ السلام نے تعلیم کئے ہیں خلیفہ نے کہا بے شک تو سچ کہتا ہے کیونکہ امام حسنؑ ہی ہر کلام فصیح کے معدن ہیں پھر اس شخص کو اور مال و متاع دے کر بڑی عزت کے ساتھ رخصت کیا (۱)

(۵)

حضرت امام حسنؑ کا ایک ایسے راستہ سے گذر ہوا جہاں چند بچے بیٹھے روٹی کے ٹکڑے کھا رہے تھے امام کو دیکھ کر کہنے لگے حضور بسم اللہ آپ بھی نوش فرمائیے۔ حضرت یہ سنتے ہی گھوڑے سے اتر آئے اور ان بچوں کے ساتھ زمین پر بیٹھ کے روٹی نوش فرمانے لگے جب روٹی کے ٹکڑے ختم ہو گئے تو حضرت ان سب بچوں کو اپنے ساتھ گھر لائے اور اچھے اچھے کھانے کھلائے عمدہ عمدہ لباس پہنائے۔

اور فرمایا کہ حقیقی دریا دلی تو ان بچوں ہی کی ہے کہ ان سب نے مجھے جو کھلایا تو اس کے سوا ان کے پاس کچھ تھا ہی نہیں اور میرے پاس تو خدا کا دیا ہوا اس سے زائد

۱۔ نور الابصار صفحہ ۱۲۳

موجود ہے۔

(۶)

ایک دن کسی نے حضرت سے بیان کیا کہ ابوذر غفاری کا قول ہے کہ مجھے تونگری سے زیادہ فقر پسند ہے اور صحت سے زیادہ بیماری محبوب ہے۔ حضرت نے یہ سُن کے فرمایا کہ خدا ابوذر پر رحم فرمائے مگر میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص قضا و قدر پر توکل کرتا ہے وہ ہمیشہ اسی چیز کو پسند کرتا ہے جسے خدا اس کے لئے پسند کرتا ہے (۱)

(۷)

امام حسنؑ علیہ السّلام نے ۲۵ حج پیادہ فرمائے اگرچہ آپ کے ساتھ سواریاں رہتی تھیں مگر آپ سواری پر سوار ہو کر حج کے لئے تشریف نہ لے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے خدا سے حیا آتی ہے کہ میں اس کے گھر جاؤں اور پیادہ نہ جاؤں (۲)

(۸)

حضرت امام حسنؑ کے حلم و تحمل کے بکثرت واقعات تاریخوں میں پائے جاتے ہیں بنظر اختصار یہاں پر صرف ایک واقعہ درج کر رہا ہوں۔

ایک دن حضرت اپنی سواری پر کہیں تشریف لئے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک شامی ملا اور وہ حضرت کو دیکھ کر اس قدر برافروختہ ہوا کہ آنحضرت

۱۔ مراۃ الجنان جلد ۱ صفحہ ۱۲۵ (۲) اسد الغابہ جلد ۳ صفحہ ۱۰

پر سب و شتم کرنے لگا جب وہ گستاخیاں کر چکا تو حضرت نے مسکرا کر فرمایا کہ اے شخص شاید تو پردیسی ہے اور کسی شبہ میں مبتلا ہو کر مجھے اتنا برا بھلا کہہ رہا ہے۔ اگر تیری مجھ سے کوئی حاجت ہے تو میں پوری کرنے کو تیار رہوں اگر تجھے مال کی ضرورت ہو تو میں دینے پر آمادہ ہوں اور اگر سواری کی ضرورت ہو وہ بھی پوری کی جا سکتی ہے اگر گرسنہ ہو تو چلو میں تم کو کھانا کھلاؤں اور اگر لباس کی ضرورت ہے تو اچھے سے اچھے لباس پہناؤں اور اگر محتاج ہو تو میں تم کو اتنا مال دوں کہ تم خوش حال ہو جاؤ اور اگر تم آوارہ وطن ہو تو میں تم کو اپنے گھر میں جگہ دینے پر تیار ہوں اور اگر ان باتوں کے علاوہ تمہاری کوئی اور حاجت ہو تو میں اس کو بھی پورا کر دوں گا بہتر ہوگا کہ تم میرے ساتھ چلو اور میرے مکان پر رہو میں تمہاری خدمت کروں گا ہر طرح کی راحت پہونچاؤں گا۔ جب اس شامی نے امام کے علم و تحمل کا یہ حال دیکھا اور اپنے اوپر اتنا شفیق و مہربان پایا تو رونے لگا اور کہنے لگا کہ خدا گواہ ہے کہ اس کی زمین پر آپ ہی اس کے خلیفہ ہیں خدا نے جس خاندان کو رسالت کا شرف بخشا ہے اس کی عظمت و جلالت کو وہی سب سے زیادہ بہتر جانتا ہے۔ اس وقت سے قبل تک میں آپ کے باپ سے اور آپ سے زیادہ کسی شخص کو دشمن نہیں رکھتا تھا مگر اب سب سے زیادہ آپ ہی مجھے محبوب ہیں اس کے بعد وہ حضرت کے ساتھ ہو لیا اور جب تک اس شہر میں رہا حضرت ہی کا مہمان رہا اور انہی کا دم بھرتا رہا (۱)

۱۔ کامل مبرد جلد ۲ صفحہ ۸۶۔ مناقب جلد ۴ صفحہ ۵۳

"حضرت امام حسنؑ کے اقوال زرّین"

نواسۂ رسولؐ حضرت امام حسنؑ علیہ السّلام کے اقوال کا احاطہ مجھ ایسے کوتاہ قلم سے ممکن نہیں البتہ اس مقام پر چند اقوال امام پیش کر کے اہل ایمان کو دعوت عمل دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

لا ادب لمن لا عقل لہ ۔ جس کو عقل نہیں ملی اس کو ادب بھی نہ مل سکا۔

ولا مودۃ لمن لا ھمۃ لہ ۔ اور جس کو ہمت حاصل نہ ہوئی وہ محبت بھی نہ پا سکا۔

ولا حیاء لمن لا دین لہ ۔ اور جس کے پاس شرم و حیا نہیں اس کا دین سے بھی کوئی تعلق نہیں

وراس العقل معاشرۃ للناس ۔ عقلمندی کا راز یہ ہے کہ لوگوں سے میل جول رکھے اور بھلائی کی بالجمیل وبالعقل تدرک الدارین ۔ زندگی بسر کرے اور عقل جس سے دونوں گھر دنیا و آخرت حاصل جمیعاً ومن حرم العقل حرمھما جمیعاً ۔ ہوتے ہیں اور جو عقل سے محروم رہیگا وہ دونوں گھروں سے بھی محروم رہے گا

ھلاک الناس فی ثلاثۃ فی الکبر ۔ انسان تین چیزوں سے ہلاک و برباد ہو جاتا ہے کبر حرص والحرص والحسد ۔ ۔ اور حسد سے۔

فالکبر ھلاک الدین تکبر سے دین مٹ جاتا ہے وبہ لعن ابلیس اور اسی تکبر و نخوت کی وجہ سے شیطان مردود بارگاہ قرار پایا والحرص عدو النفس اور حرص انسان کی جان کی دشمن ہے یعنی جس میں حرص پیدا ہو گئی وہ اپنی جان کا دشمن ہو گیا والحسد رائد السوء ومنہ قتل قابیل ہابیل اور حسد برائی کا پیغام لانے والا ہوتا ہے۔ اسی سبب سے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔

امیر المومنینؑ کی امام حسنؑ کو نصیحتیں

حضرت امام حسنؑ فرماتے ہیں کہ جب میرے پدر بزرگوار حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کا وقت وفات قریب پہونچا اور میں بہت ہی پریشان و مضطرب تھا۔ میرے بابا نے پوچھا کیوں تم بہت گھبرا رہے ہو۔ میں نے عرض کی بابا میں آپ کو ایسی حالت میں دیکھ کر کیونکر پریشان نہ ہوں۔ حضرت نے فرمایا اے نور نظر میری ان باتوں ہمیشہ یاد رکھنا ہر مصیبت سے نجات پاتے رہو گے۔ لا غنی اکثر من العقل اے فرزند عقل سے بہتر کوئی تونگری نہیں ولا فقر مثل الجہل اور جہالت سے زیادہ بدتر کوئی فقیری نہیں ولا وحشۃ اشد من العجب اور خود پسندی سے زیادہ سخت کوئی وحشت نہیں ولا عیش الذمن حسن الخلق اور اچھے اخلاق سے زیادہ لذیذ کوئی زندگی نہیں اور اس بات کو بھی یاد رکھنا کہ قناعت اور رضا کی مروت مال عطا کرنے کی مروت سے کہیں زیادہ ہے اور احسان کا تمام کرنا اس کے شروع کرنے سے بہتر ہے (۱)

امام حسنؑ کی عظیم نیکی کا بدلہ کیسے کیا جائے

حضرت امام حسنؑ کی یہ عادت تھی کہ اگر کوئی شخص بھی آنحضرت کے ساتھ کوئی نیکی کرتا تھا تو حضرت ہزار گنا زیادہ عوض اس کو دیا کرتے تھے چنانچہ ابوالحسن مدائنی

۱۔ نور الابصار صفحہ ۱۲۲

وغیرہ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ امام حسنؑ و حسینؑ اور عبداللہ بن جعفر (جناب زینبؑ کے شوہر) یہ تینوں حضرات ساتھ ہی حج کرنے چلے اتفاقاً ان حضرات کا کھانا اور پانی راستہ ہی میں ختم ہو گیا اور ان پر بھوک و پیاس کا غلبہ ہوا راہ میں ایک خیمہ نظر آیا یہ حضرات آب و طعام کی جستجو میں اُس خیمہ تک پہونچے وہاں ایک ضعیفہ ملی اس سے دریافت کیا کہ اے کنیز خدا تیرے پاس کچھ طعام و آب بھی ہے اس نے عرض کی جی ہاں ایک بکری میرے پاس ہے اُس کا دودھ دوھ کر پانی کی جگہ پر نوش فرمایئے اور اُس کو ذبح کر دیجئے میں گوشت پکا دوں آپ حضرات بھنا گوشت نوش فرمالیں ان حضرات نے اُس ضعیفہ کے کہنے کے مطابق بکری کے شیر سے پیاس تو بجھالی لیکن اس کو ذبح کر کے گوشت نوش کرنے پر تیار نہ ہوئے مگر جب اُس ضعیفہ نے قسم دی تو مجبور ہو گئے۔ بکری ذبح ہوئی۔ گوشت بھونا گیا اور سب نے نوش فرمایا جب فارغ ہو کے چلنے لگے تو کہنے لگے کہ اے ضعیفہ ہم لوگ قریش کے کچھ آدمی ہیں اور حج کے لئے جا رہے ہیں اور جب ہم لوگ حج کر کے بخیر و عافیت اپنے وطن مدینہ واپس آ جائیں تو تم وہاں چلی آنا تاکہ ہم بھی تمہاری کچھ خدمت کریں یہ کہہ کے سب روانہ ہو گئے۔ ادھر اُس عورت کا شوہر جب واپس آیا تو اس نے سب واقعہ اپنے شوہر سے بیان کیا وہ اپنی عورت پر سخت ناراض ہو نے لگا کہ تو نے ایسے لوگوں کے لئے بکری کیوں ذبح کرادی جن کو پہچانتی بھی نہ تھی۔ بات ختم ہو گئی۔ کچھ عرصہ بعد اس عورت اور اس کے شوہر کو قحط کا سامنا کرنا پڑا دونوں سخت پریشان ہو کر مدینہ کی طرف چلے اور وہاں گلی گلی بھیک مانگنے لگے۔ اتفاقاً ایک دن وہ

عورت امام حسنؑ کے مکان کی طرف سے بھیک مانگتی گزری اس وقت امام کسی ضرورت سے گھر سے باہر تشریف لئے جا رہے تھے حضرت اسکو دیکھتے ہی پہچان گئے اور فرمایا اے کنیز خدا تو نے مجھے نہ پہچانا میں وہی تو ہوں جو فلاں زمانہ میں تیرا مہمان ہوا تھا۔ اس عورت نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ فدا ہوں میں نے آپ کو اب بھی نہ پہچانا۔ حضرت نے فرمایا خیر تم مجھے نہ پہچانوں میں تو تم کو پہچان گیا یہ فرمایا کہ حضرت نے اپنے غلام سے فرمایا کہ اس عورت کو ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار اشرفیاں دیدو جب اس کو یہ دونوں چیزیں مل گئیں تو اس غلام کے ساتھ اس عورت کو اپنے بھائی امام حسینؑ کے پاس بھیجا وہاں سے بھی اس کو ایک ہزار اشرفیاں اور ایک ہزار بکریاں ملیں پھر عبداللہ بن جعفر کے پاس بھیجا وہاں سے بھی اس کو اتنا ہی ملا۔ اس لئے حضرت امام حسنؑ نے اس عورت کی نیکی کا بدلہ خود بھی ہزار گنا زیادہ کیا اور آپ کی تاسی میں آپ کے چھوٹے بھائی اور عبداللہ بن جعفر نے بھی اس عورت سے ہزار گنا زیادہ عوض اس مہمانداری کا کیا جو سفر حج کے موقعہ پر کی گئی تھی (۱)

معجزات امام حسنؑ علیہ السلام

حضرت کے معجزات کثرت سے ہیں ہم اس مقام پر صرف چند معجزات مدینۃ المعاجز سے نقل کرتے ہیں۔

۱۔ نورالابصار صفحہ ۱۲۱

(۱)

ابو جعفر جریر طبری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام حسنؑ و امام حسینؑ علیہما السّلام کے بچپن کا زمانہ تھا دونوں بھائی ساتھ ساتھ کسی باغ میں تشریف لے گئے امام حسنؑ علیہ السّلام نے کسی درخت کو آواز دی۔ درخت سے آواز آئی کہ حاضر ہوتا ہوں اور اس طرح تیزی سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جیسے کوئی بیٹا اپنے باپ کے پکارنے پر آتا ہے۔

(۲)

امام حسنؑ علیہ السّلام نے اپنے نانا کی حیات میں ایک پتھر سے شہد نکالا جو نہایت خوشبودار اور خوش ذائقہ تھا جب سرورِ کائنات سے اس معجزہ کا ذکر کیا گیا تھا حضرت نے فرمایا کہ کیا تم کو میرے فرزند حسنؑ کے فضائل سے انکار ہے وہ سردار ہے اور ایسا سردار کہ جو دو گروہوں میں صلح کرائے گا اور اس کے فرمانبردار اہلِ آسمان اور زمین ہیں۔

(۳)

امام حسنؑ پر کمسنی ہی کے عالم میں پرندے اپنے پروں سے سایہ کئے رہتے تھے اور آپ جس پرندہ کو بلاتے تھے وہ فوراً حاضر خدمت ہو جاتا تھا۔

(۴)

جابر کہتے ہیں کہ امام حسنؑ ایک مرتبہ ہوا میں بلند ہوئے اور سب کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اور ۳ روز تک آپ نے آسمان پر قیام فرمایا تین روز بعد جب آپ تشریف لائے تو آپ سے نہایت سکون و وقار نمایاں تھا اور فرماتے

تھے کہ میں اپنے آبائے کرام کی روح کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے ایسا مرتبہ پایا ہے کہ جس کو میں ہی [illegible] سکتا ہوں۔

(۵)

ایک دن حضرت اپنے اصحاب کے ساتھ پانی کی تلاش میں نکلے راستہ میں آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم لوگ پانی۔ اولے۔ موتیوں میں سے کس چیز کو زیادہ پسند کرتے ہو اصحاب نے عرض کی کہ فرزند رسولؐ ہم پانی۔ اولے موتی یہ تینوں چیزوں کو چاہتے ہیں فرمایا میں تم کو یہ تینوں چیزیں دلوا دوں گا مگر اس شرط سے کہ تم لوگ ان میں سے کوئی چیز دنیاوی نقطۂ نظر سے نہ لینا یہ فرما کر آپ نے اپنا اعجاز دکھایا پانی بھی برسا اولے بھی گرے اور موتی بھی۔ آپ کے اصحاب نے پانی پیا اولے کھائے اور موتی چن لئے۔ یہی لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ امام حسنؑ آسمان کی طرف ہاتھ بڑھا کر تارے توڑ لیتے تھے اور پھر ان تاروں کو چھوڑ دیتے تھے تو وہ تارے پرندوں کی طرح اڑ اڑ کر آسمان پر اپنی اپنی جگہ پہونچ جاتے تھے۔

(۶)

تمیمی کی سند سے ابو محمد بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ قبیصہ نے کہا کہ ہم امام حسن علیہ السلام کے ساتھ شام جا رہے تھے حضرت روزہ سے بھی تھے اور آپ کے ساتھ نہ کھانا تھا نہ پانی۔ کوئی چیز نہ تھی سوا اس گھوڑے کے جس پر آپ رونق افروز تھے یہاں تک کہ شفق غائب ہو گئی اور شام ہوئی حضرت نے نماز مغرب پڑھی اندھیرا ہوا تو آسمان کے دروازے کھلے ا

دروازہ میں ایک روشن قندیل لٹکی ہوئی تھی جس سے اُس اندھیرے جنگل میں روشنی ہو گئی تھی پھر آسمان سے فرشتے آنے لگے اُن کے ہاتھوں میں دسترخوان تھے۔ پھل تھے میوے تھے۔ تسلے اور لوٹے تھے۔ وہ دسترخوان بچھائے گئے۔ قبیصہ کہتے ہیں ہم لوگ ستّر آدمی تھے تو ہم لوگوں نے ہر گرم و سرد چیز کھائی۔ خوب شکم سیر ہو گیا بلکہ کھاتے کھاتے پیٹ بوادی ہو گیا مگر اس دسترخوان کی تمام نعمتیں اسی طرح اپنے حال پر باقی رہیں اور کوئی چیز ان میں سے ذرہ برابر بھی کم نہ ہوئی۔

(۷)

بہت سے لوگوں کے ساتھ امام حسنؑ علیہ السّلام کا گذر ایک صحرا کی طرف سے ہوا اور وہاں ہرنوں کا ایک غول نظر آیا امام نے اُن ہرنوں کو بلند آواز سے پکارا تو سب نے یکبارگی جواب دیا اور عرض کی ہم حاضر ہیں پھر ہرنوں کا غول اپنی راہ چلا گیا حضرت کے ساتھی کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ آپ کا یہ معجزہ تو صحرا کے وحشیوں کے لئے ہم نے دیکھا اب ایسا کوئی معجزہ دکھائیے جو آسمان سے متعلق ہو اُس وقت امام حسنؑ علیہ السّلام نے آسمان کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اشارہ پاتے ہی آسمان نے اپنے دروازے کھول دئیے اور ایک روشنی اُن دروازوں سے ایسی ظاہر ہوئی جس نے شہر مدینہ کو گھیر لیا اور مدینہ کے تمام مکانوں میں زلزلہ آگیا نزدیک تھا کہ سب مکان گر پڑیں اس وقت ہم لوگوں نے کہا اے فرزند رسولؐ اس زلزلہ کو ٹھہرا دیجئے۔ اُس وقت امام حسنؑ نے فرمایا کہ ہم سب

کے آخر میں ہیں ہم ہی سب کے اوّل میں ہیں اور ہمارا نور روحانیں کے نور سے ہے ہمارا نور خدا کے نور سے ہے۔ ہمیں نور خدا کا معدن ہیں اور آخر ہمارا مثل اول کے ہے اور اوّل ہمارا مثل آخر کے ہے۔

(۸)

روایت کی ہے علیؑ ابن حمزہ نے علیؑ ابن معمر سے اور انھوں نے اپنے باپ سے اور انھیں نے جابر سے اور جابر نے امام جعفر صادق علیہ السّلام سے کہ کچھ لوگ امام حسنؑ علیہ السّلام کے پاس آئے اور عرض کی کہ ہم کو ایسے معجزات دکھا [illegible] جو ہم نے آپ کے پدر بزرگوار علیؑ ابن ابی طالب سے دیکھے ہیں۔ امام حسنؑ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ ایمان لاؤ گے یعنی مجھ کو امام مانو گے۔ انھوں نے عرض کی جی ہاں۔ اس وقت امام حسنؑ علیہ السّلام نے خداوند عالم کے اذن سے ایک مردہ کو زندہ کر دیا ان سبھوں نے کہا کہ ہم سب گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً فرزند رسولؐ ہیں یعنی آپ ہی امام ہیں۔ اور ان لوگوں نے کہا کہ امیرالمومنین نے ایسے بہت سے معجزے ہم لوگوں کو دکھائے تھے۔

(۹)

امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ امام حسنؑ علیہ السّلام مکہ حج کے لئے پیدل جا رہے تھے اور پاپیادہ چلنے سے پیر دل پر ورم ہو گیا تھا لوگوں نے عرض کی کہ آقا سواری پر بیٹھے تو پاؤں کا ورم جاتا رہے گا۔ امام نے فرمایا کہ میں ہرگز سواری پر نہیں بیٹھوں گا ہاں جب فلاں مقام پر پہونچنا تو ایک حبشی ملے گا اور اس کے پاس ایک تیل ہوگا۔ وہ

خرید لینا میرے پیروں کا ورم اُسی سے جاتا رہے گا دیکھو اُس کی خریداری میں سستی نہ کرنا۔ کسی نے عرض کی کہ اے مولا آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں ہمارے آگے تو کوئی ایسی منزل نہیں ہے کہ جہاں کوئی ایسا ملے کہ جس کے پاس آپ کے پاؤں کے ورم کی دوا ہو امام حسنؑ نے فرمایا کہ نہیں میرے ساتھ چلو آگے ایک منزل ہے حضرت کے ساتھ وہ لوگ گئے تو وہ منزل ملی اور وہاں وہ حبشی بھی تھا حضرت نے اپنے غلام سے کہا کہ اس حبشی کو آگے بڑھ کے روک لے اور قیمت دے کر تیل اُس سے خرید لے۔ اُس حبشی نے کہا کہ تیل تم کس کے لئے چاہتے ہو غلام نے کہا کہ حضرت امام حسنؑ علیؑ ابن ابیطالب کے لئے اُس نے کہا کہ مجھے اُن کے پاس لے چلو وہ غلام حبشی کو لئے ہوئے امام حسنؑ کے پاس آیا۔ اُس نے عرض کی مولا مجھے تو یہ گمان بھی نہ تھا کہ آپ کو اس تیل کی ضرورت ہوگی اب اگر آپ کو اس کی ضرورت ہے تو میں آپ کا غلام ہوں تیل حاضر ہے میں اس کی قیمت آپ سے نہیں لے سکتا۔ البتہ اتنی التجا ہے کہ آپ خداوند عالم سے دعا فرمائیے گے وہ مجھے ایک فرزند صحیح و تندرست و توانا عطا کرے جو اہلبیت کا محب ہو کیونکہ میں اپنی زوجہ کو گھر پر حاملہ چھوڑ آیا تھا۔ امام حسنؑ علیہ السّلام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے تجھ کو فرزند نرینہ عطا فرما دیا جو ہمارے شیعوں میں سے ہے۔

امامؑ کا خوف خدا

شیخ صدوق نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے

کہ آنحضرت نے فرمایا کہ امام حسنؑ علیہ السلام اپنے زمانہ میں تمام لوگوں سے عابد تر اور زاہد تر تھے امام جب حج کرتے تھے کبھی پاپیادہ اور کبھی پابرہنہ تشریف لے جاتے تھے اور جس وقت مرگ و قبر و بعث و نشور اور پل صراط سے گذرنے کو یاد کرتے تھے تو خوف خدا سے گریہ طاری ہو جاتا تھا اور جب اعمال نامہ کو حق تعالےٰ کے سامنے پیش ہونے کو سوچتے تھے تو نعرہ کر کے بیہوش ہو جاتے تھے اور جس وقت بہشت و دوزخ کو یاد کرتے تھے تو حضرت کو اتنا اضطراب ہوتا تھا جیسے کوئی مار گزیدہ مضطرب و بے قرار ہو۔ اور خدا سے بہشت عطا کرنے کی دعا کرتے تھے اور آتش جہنم کے شعلوں کی آنچ تک سے پناہ مانگتے تھے۔ مناقب ابن شہر آشوب اور روضۃ الواعظین میں ہے کہ جب امام حسنؑ وضو فرماتے تھے تو اعضائے بدن کانپتے تھے اور چہرۂ مبارک کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا کسی نے عرض کی کہ آقا یہ کیا حال ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ جب کوئی بارگاہ خدا میں اس کی بندگی ادا کرنے کے لئے حاضر ہو تو اس کے لئے یہی سزاوار ہے کہ اس کا چہرہ زرد ہو اور جوڑ بند کانپتے ہوں۔

امامؑ کا حسنِ اخلاق:

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امامؑ کے ایک غلام نے ایک ایسا قصور کیا جس کی اس کو سزا ملنا تھی حضرت نے اس کو تادیب کے لئے طلب فرمایا غلام سمجھ گیا اور بڑے خوف کے عالم میں کانپتا ہوا حاضر خدمت ہوا امام حسنؑ کو دیکھتے ہی کہنے لگا وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ جو غصہ کو روک لیتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا اچھا میں نے اپنا غصہ ختم کیا پھر غلام نے کہا وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ اور لوگوں کی خطا سے درگذر کرتے ہیں حضرت نے فرمایا خوب میں نے تیری خطا بخش دی قصور معاف کیا غلام کہنے لگا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اللہ تو احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے فرمایا جا میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کیا۔

رعب و جلال امام حسنؑ

ابن شہر آشوب نے محمد بن اسحٰق سے روایت کی ہے کہ جب کبھی امام کے لئے ان کے بیت الشرف کی ڈیوڑھی میں فرش بچھایا گیا اور حضرت دروازہ پر تشریف فرما ہوئے تو جو شخص ادھر سے گذرا جاتا تھا تو رعب و جلال حضرت سے اس کے قدم رک جاتے تھے اور نہ آگے بڑھ سکتا تھا نہ پیچھے ہٹ سکتا تھا۔ یہاں تک کہ عبور کرنے والوں سے حضرت کی گلی بھر جاتی تھی اور آمد و رفت کا سلسلہ مسدود و منقطع ہو جاتا تھا جب حضرت یہ حال ملاحظہ فرماتے تھے تو اٹھ کر مکان کے اندر چلے جاتے تھے اس وقت آنے جانے والے حرکت میں آتے تھے۔

امام حسن علیہ السلام کی خلافت ظاہری سے دستبرداری

سنہ ۴۰ھ میں حضرت علیؑ کے بعد امام حسن علیہ السلام عراق و ایران حجاز و یمن وغیرہ وغیرہ میں خلیفۂ ظاہری بھی ہو چکے تھے اور ان چالیس ہزار انسانوں نے بھی حضرت امام حسنؑ کی بیعت کر لی تھی جو آپ کے پدر بزرگوار حضرت علی علیہ السلام اور معاویہ سے جنگ کرنے

پر علیؑ کی نصرت کا عہد و پیمان کر چکے تھے۔ ادھر معاویہ نے بڑی پھرتی سے امام حسنؑ پر چڑھائی کر دی اور ساٹھ ہزار خونخواروں کی فوج لے کر مقام "مسکن" میں اترا جو بغداد سے دس فرسخ کے فاصلہ پر تکریت کی جانب اوانا کے قریب واقع ہے۔ امام حسنؑ کو جب یہ خبر ملی تو حضرت خود سپاہیوں کی ایک جماعت لے کر کوفہ سے ساباط مدائن تشریف لے گئے اور بارہ ہزار کی فوج قیس بن سعد کی سرکردگی میں معاویہ کی پیش قدمی روکنے کے لئے روانہ کر دی۔
ادھر معاویہ نے یہ چال چلا یا کہ مدائن میں جہاں امام حسنؑ مقیم تھے مشہور کرا دیا کہ امام حسنؑ کی فوج کے سپہ سالار قیس بن سعد نے معاویہ سے صلح کر لی اور دوسری چال یہ چلا کہ اپنے مکاروں کے ذریعہ قیس تک یہ بات پہونچوائی کہ امام حسنؑ نے معاویہ سے صلح کر لی۔ معاویہ کی اس چال بازی کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت امام حسنؑ کی فوج میں بغاوت ہو گئی اور خود حضرت کی فوج نے حضرت کے خیمہ پر دھاوا بول دیا مال و اسباب لوٹ لیا یہاں تک کہ حضرت کے پیروں کے نیچے سے مصلا تک کھینچ لیا دوش مبارک سے عبا اتار لی [illegible] خاندان رسالت کی لوٹ کی ابتداء ہوگئی ادھر قیس بھی [illegible] انہوں نے معاویہ سے بڑی بڑی رشوتیں لے کر اس کا ارادہ کیا کہ امام حسنؑ کو قید کر کے معاویہ کے حوالہ کر دیں بلکہ معاویہ کو لکھ بھی دیا کہ اگر تم عراق چلے آؤ تو ہم امام حسنؑ کو گرفتار کر کے تمہارے حوالہ کر دیں گے۔ حضرت

کو ہر بات کا علم تھا آپ نہایت غمگین حالت میں مدائن کی طرف چلے راہ میں ایک دشمن نے حضرت کی ران پر ایک ایسا کاری وار کیا جو ہڈی تک پہونچ گیا حضرت اسی زخمی حالت میں قصر مدائن تک پہونچے اور مدائن کے گورنر سعد نے آپ کی ران کا علاج کیا اور کچھ عرصہ بعد زخم اچھا ہوا۔ ادھر حالات نے بھی کروٹ بدلی حق و انصاف کا فیصلہ کرانے والوں نے بھی اپنی تلواریں تولیں امام کے سچے جان نثاروں کے بھی تیور بدلے معاویہ کے حاشیہ برداروں نے بھی آستینیں الٹیں جب گھمسان کی جنگ کے مناظر سامنے آئے تو معاویہ نے امام حسنؑ سے صلح کی پیش کش کی (۱) تو امام نے بھی فتنہ و فساد کو روکنے کے لئے اور مومنین کی جان و مال و عزت و آبرو کے تحفظ و استحکام کو اپنی ظاہری خلافت پر مقدم کیا اور حسب ذیل شرائط پر حکومت سے دستبردار ہو گئے۔

(۱) معاویہ مسلمانوں کے معاملات میں کتاب خدا اور سنت رسول اللہ کے مطابق عمل کرے گا (۲) کوفہ کے بیت المال میں جو رقم بچ گئی ہے وہ امام حسن علیہ السّلام کو دی جائے گی تاکہ حضرت اپنے زمانہ حکومت کے قرضے ادا کر دیں (۳) نبا اور دارابجرد کا خراج امام حسنؑ کو ملتا رہے گا تاکہ وہ اہل بیت پر خرچ کرتے رہیں (۴) اب سے حضرت علیؑ

۱۔ تاریخ طبری جلد ۴ صفحہ ۱۲۲۔ تذکرۃ الائمہ صفحہ ۱۱۱ تا صفحہ ۱۱۷۔ ناسخ التواریخ جلد ۵ صفحہ ۵۴

پر سب و شتم نہ کیا جائے گا (۵) معاویہ کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ اپنا کوئی ولی عہد مقرر کرے بلکہ شوریٰ کے رُو سے اس کے بعد مسلمانوں کا حاکم مقرر ہوگا اور بروایت ادکلی و حیوٰۃ الحیوان و طبری و ابن قتیبہ وغیرہ یہ شرط اس طرح پر تھی کہ معاویہ کے بعد امام حسنؑ پھر خلیفہ ظاہری ہوں گے اور اگر حضرت رحلت فرما جائیں تو امام حسینؑ ہوں گے۔ (۶) زمین خدا پر شام۔ مصر۔ عراق۔ حجاز۔ یمن وغیرہ میں ہر جگہ لوگ جان و مال سے امن و امان میں رہیں گے (۷) اصحاب امیر المومنین و شیعیان علیؑ کا جان و مال اور عورتیں و اولاد سب محفوظ و مامون رہیں گے (۸) حسنؑ بن علیؑ اور ان کے بھائی حسینؑ اور اہل بیت میں سے کسی شخص کے حق میں کہیں خفیہ یا علانیہ معاویہ تعرض نہ کرے گا انھیں کسی طرح کا خوف نہیں دلایا جائے گا سب ہر طرح محفوظ رہیں گے (۹) معاویہ اس عہد نامہ پر خدا سے عہد و میثاق کرے اور اسے پورا کرے (۱)

۲۵ ربیع الاول ۴۱ھ میں یہ عہد نامہ ہوا اور اس پر معاویہ اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے دستخط کئے اور لوگوں نے گواہیاں لکھیں۔ اس کے بعد معاویہ نے لوگوں سے اپنی بیعت لی اور اس سال کا نام سنت الجماعت رکھا گیا اس عہد نامہ کی تکمیل کوفہ کے قریب مقام انبار

---

۱. صواعق محرقہ

میں ہوئی تھی۔ عہدنامہ پر دستخطوں کے بعد عمرو عاص نے یہ چال کی کہ معاویہ سے کہا کہ امام حسنؑ کو منبر پر خطبہ کہنے کو مجبور کرے چنانچہ معاویہ نے امام حسن علیہ السلام سے خطبہ کہنے کا شدید اصرار کیا حضرت منبر پر تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ اے بندگان خدا پروردگار عالم نے ہمارے اوّل کے ذریعہ تم لوگوں کی ہدایت کی اور آخر کے ذریعہ تم کو خونریزی سے بچایا۔ معاویہ نے اس چیز کے لیے مجھ سے جھگڑا کیا جس کا در اصل میں مستحق ہوں لیکن میں نے فساد و خونریزی کا پر اپنے حق (خلافت و حکومت) کو تصدق کر دینا زیادہ بہتر سمجھا تم اس پر ملال نہ کرنا کہ میں نے حکومت سے دست برداری ایک نااہل کے مقابلہ میں کرلی ہے بلکہ یہ صرف امت کی بھلائی ہے۔ حضرت اتنا ہی فرما سکے تھے کہ معاویہ نے سلسلہ کلام یہ کہہ کے منقطع کرا دیا کہ بس آپ کا اتنا ہی خطبہ کافی ہے (۱)

حضرت امام حسنؑ جب منبر سے اتر آئے تو معاویہ نے یہ جسارت وگستاخی بھی کی کہ خود منبر پر چلا گیا اور کہنے لگا کہ خدا کا شکر کہ تمام مراحل طے ہو گئے اور حسنؑ نے اپنی جگہ پالی۔ میں نے اس معاملہ میں جو شرائط کئے تھے وہ سب ظاہری اتحاد اور امت کے یک زبان ہونے کے خیال سے کی تھیں اب یہ مقصد حاصل ہو گیا لہٰذا وہ تمام شرائط میں منسوخ کرتا ہوں اور مجھے اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ میں اپنے وعدوں کو پورا کروں یا نہ کروں کسی کی مجال نہیں جو مجھ سے سرتابی کرے اب تو سب کو میری اطاعت و فرمانبرداری کرنا ہی پڑے گی معاویہ

۱۔ تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۳۲۵

کی ان باتوں کو سنکر مجمع اتنا برہم ہوا کہ لوگ گالیاں دینے لگے یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے اسی وقت اس کو قتل کر دینا چاہا مگر معاویہ کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔ پھر لوگوں نے امام حسنؑ علیہ السلام سے عرض کی کہ جب معاویہ اپنے عہد پر قائم نہیں رہا تو آپ بھی اس صلح کو ختم کر دیجئے مگر حضرت نے فرمایا کہ میں اپنے قول و اقرار سے ہٹ نہیں سکتا تم لوگ بھی صبر کرو۔ اس کے بعد حضرت مع امام حسینؑ و عبداللہ بن جعفر و اہل و عیال مدینہ میں تشریف لے آئے اور یہیں رہنے لگے۔ حضرت امام حسنؑ علیہ السلام کے پاس معاویہ سال میں کچھ رقم بھیجوا دیا کرتا تھا اور حضرت اسی رقم کو بھی غربا و مساکین میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ لیکن باوجود اس علاحدگی کے بھی معاویہ کو حضرت کا وجود کھٹک رہا تھا کیونکہ یزید کی ولیعہدی شرائط صلح نامہ کی رو سے ممکن نہ تھی اس لئے یزید کے لئے راستہ صاف کرنے کی خاطر امام حسنؑ علیہ السلام کی جان لینے کی تدبیروں میں مصروف ہو گیا اور اس نے خفیہ طور سے حضرت کی عورتوں کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوششیں شروع کر دیں کہ وہ زہر سے حضرت کا خاتمہ کر دیں۔

سفرہائے حضرت امام حسنؑ

حضرت امام حسنؑ علیہ السلام نے بیس سفروں سے بھی زیادہ مدینہ سے مکہ کی طرف حج وغیرہ بجا لانے کے واسطے کئے اور ہر سفر میں کئی ہزار افراد حضرت کے صحابہ اور تابعین میں سے ساتھ ہوتے تھے اس کے علاوہ آپ نے اپنے پدر بزرگوار حضرت علی کے ساتھ جنگ جمل میں شرکت کے لئے مدینہ سے بصرہ کا

سفر کیا اور جنگ صفین کے لئے شام کا اور خوارج سے جنگ کے لئے نہروان کا سفر کیا اور سنہ ۴۱ھ میں کوفہ سے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی اور راویان نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت نے سنہ ۲۶ھ و سنہ ۲۷ھ میں جنگہائے ایران میں بھی فرماندہی کی ہے اور سنہ ۳۰ھ میں جنگ طبرستان میں شرکت فرمائی تھی (۱)

فضیلت امام حسنؑ نظر پیغمبرؐ میں

درج ذیل واقعات و احادیث سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت رسول مقبول اپنے بڑے نواسے حضرت حسنؑ مجتبیٰ کو کس قدر دوست رکھتے تھے؟

(۱)

ابن صباغ نے فصول مہمہ میں لکھا ہے کہ حافظ عبد العزیز الاخضر جنابذی نے اپنے اس سلسلہ روایت تک جو سفیان بن حارث ثقفی تک منتہی ہوتا ہے روایت کی ہے کہ میں نے دیکھا کہ پیغمبرؐ حسنؑ کے بوسے لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرا یہ بچہ سردار ہے اور شاید کہ یہ مسلمانوں کے دو عظیم گروہ کے درمیان صلح کرانے والا بھی ثابت ہو۔

(۲)

ترمذی نے ابو سعید اور عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ پیغمبرؐ نے بارہا فرمایا کہ حسنؑ و حسینؑ جوانان بہشت کے سردار ہیں اور میرے دونوں خوشبودار پھول ہیں۔

(۳)

براء بن عازب نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ پیغمبرؐ نے حسنؑ ابن علیؑ کا ہاتھ پکڑا

۱۔ تاریخ فتوحات اسلامی جلد ۱ صفحہ ۱۷۵

اور فرمایا کہ پروردگار میں اس کو دوست رکھتا ہو تو بھی اس کو دوست رکھ۔
اسی طرح ابو حاتم اور اسامہ ابن زید اور بخاری اور احمد بن حنبل نے روایت کی ہے
کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ پروردگار حسینؑ میرا فرزند ہے جو اس کو دوست رکھے تو بھی
اس کو دوست رکھنا۔ حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ
میرے اس قول کو اُن لوگوں تک بھی پہونچا دیں جو اس وقت حاضر نہیں ہیں۔ (۲)

(۴)

زید بن ارقم کہتے ہیں دیکھا میں نے کہ حضرت فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا
حسنینؑ کے ساتھ وارد مسجد ہوئیں اس وقت پیغمبرؐ نے مجھ سے فرمایا کہ جو شخص
ان دونوں کو دوست رکھے گا وہ میرا بھی دوست ہوگا اور جو ان لوگوں سے ساتھ
دشمنی کرے گا وہ میرا بھی دشمن ہوگا۔

(۵)

سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں اور ابن عساکر و بیہقی ابی المنذر ہشام
بن محمد نے روایت کی ہے کہ معاویہ ایک لاکھ درہم سالانہ بیت المال سے
امام حسنؑ کی خدمت میں بنی ہاشم کو تقسیم کرنے کے لئے بھیجا کرتا تھا لیکن ایک
سال اس نے وہ مقررہ رقم نہ بھیجی۔ بنی ہاشم نے امام حسن علیہ السلام سے
مطالبہ کیا اس وقت حضرت بھی خالی ہاتھ تھے آپ نے فرمایا کہ قلم دوات
لاؤ تو میں معاویہ کو اس سلسلہ میں ایک خط لکھوں چنانچہ حضرت نے اس کو خط

۲۔ روح و ریحان صفحہ ۱۷۵

لکھ کر اس رقم کا مطالبہ کیا لیکن پھر بھی معاویہ نے حضرت کو پریشان کرنے کیلئے مطالبہ کی ادائی میں عمداً کوتاہی کی۔ اسی دوران امام حسنؑ نے اپنے جد رسول اللہ کو خواب میں دیکھا کہ حضرت دریافت فرما رہے ہیں کہ اے میرے نور نظر حسنؑ تم کیسے ہو۔ میں نے عرض کی اچھا ہوں لیکن اس پریشانی میں گھرا ہوں کہ معاویہ نے سالانہ مطالبہ ادا نہیں کیا ہے جو بنی ہاشم میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ حسنؑ تم اس دعا کو پڑھو۔

قل اللھم اقذف فی قلبی رجاءک واقطع رجائی عمن سواک حتی لا ارجو احدا غیرک اللھم وما ضعفت عنہ قوتی وقصر عنہ عملی ولم تنتہ الیہ رغبتی ولم تبلغہ مسألتی ولم یجر علی لسانی مما اعطیت احدا من الاولین والآخرین من الیقین فخصنی بہ یا رب العالمین ——— امام حسنؑ فرماتے ہیں کہ قسم بخدا میرے نانا کی تعلیم کردہ دعا کو پڑھتے ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ معاویہ کا نمائندہ ایک لاکھ پچاس ہزار درہم لئے ہوئے آیا اور کہا کہ۔ معاویہ نے کہا ہے کہ خدا کا شکر ہے میں آپ کو بھولا نہیں۔

اس کے بعد امام حسنؑ نے پھر رسول خدا کو خواب میں دیکھا اور پوچھا فرزند اب کیسے ہو۔ امام حسنؑ نے عرض کی نانا جان معاویہ نے اس طرح روپیہ بھیجا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ اے فرزند جو شخص دنیا والوں سے منھ پھیر کر صرف خدا سے لو لگائے دونوں ہی کامیاب ہوتا ہے (۱)

(۱) الشرف المؤبد لآل محمد، مناقب شافعی صفحہ ۵۵ ذخائر العقبیٰ صفحہ ۱۴۱

حضرتؑ کا نکاح کرنا اور طلاق دینا

تاریخ کی ورق گردانی کرنے سے مورخین کے ایک اہم اعتراض کا بھی پتہ چلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت امام حسنؑ کثرت سے نکاح کرتے تھے اور ہر عورت کو چند دنوں کے بعد ہی طلاق دے دیتے تھے۔ مورخین کا یہ اعتراض مختلف لباس پہن سکتا ہے خصوصاً اس زمانہ کے آزاد طبع انسان تو نہ معلوم کیا کیا خیالات قائم کرنے کی ہمت کر بیٹھیں گے مگر ٹھنڈے دل سے غور کرنے والے گہری نظر سے دیکھنے والے تاریخی حالات کو بغیر تعصب و عناد پرکھنے والے امام حسنؑ کا کثرت سے نکاح کرنے اور طلاق دینے کے فلسفہ پر جب غور کر پائیں گے تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ امام حسنؑ علیہ السلام کا یہ فعل معاذ اللہ نہ تو عیاشانہ تھا نہ اس میں ہوا و ہوس شامل تھی بلکہ دراصل حضرت کا یہ فعل صرف حفاظت جان کے پیش نظر تھا جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ معاویہ امام حسنؑ کے وجود کو ان کی بیویوں کے ذریعہ ختم کرانے کی کوشش میں لگا تھا اور ایک ایک لاکھ درہم کے انعامات کا وعدہ کر کے حضرت کی بیویوں کو قتل پر آمادہ کرتا تھا اور جب یہ سازش کھل جاتی تھی تو حضرت اس عورت کو فوراً طلاق دے دیتے تھے اور دوسری عورت سے نکاح کرتے تھے اور جب یہ عورت بھی معاویہ کے فریب میں آجاتی تھی اور اس کا راز بھی کسی نہ کسی طرح سے فاش ہو جاتا تھا تو اس کو بھی طلاق دے کے علیحدگی اختیار کر لیتے تھے یا یوں کہئے کہ اپنی جان بچا لیتے تھے۔ درحقیقت یہ وجہ تھی کثرت نکاح و طلاق کی تھی اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہ تھی۔ پھر بھی

معاویہ اپنے مکر و فریب میں کامیاب ہوا اور اس کی چالبازی پھٹ سے پڑی بالآخر اس
نے حضرت امام حسنؑ کی زوجہ جعدہ بنت الاشعث کو ایک لاکھ درہم انعام اور اپنے
بیٹے یزید کے ساتھ نکاح کر دینے کی لالچ دے کر حضرت امام حسنؑ کو زہر دلوا ہی دیا
(۱) معاویہ نے جب خبر شہادت امام حسنؑ سنی تو اتنا خوش و مسرور ہوا کہ سجدہ
شکر بجا لایا اور زور سے تکبیر کہی جب فاختہ بنت قرظہ نے آواز تکبیر سنی تو معاویہ
سے اس کی وجہ پوچھی کہنے لگا کہ حسنؑ کی موت سنکر کہی ہے۔ جب فاختہ نے یہ سنا
تو کہنے لگیں ——— انا للہ و انا الیہ راجعون پھر یہ کہہ کے رونے لگیں کہ آہ
سید المرسلین خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰؐ کے فرزند نے رحلت فرمائی (۲) امام حسنؑ
علیہ السلام نے اپنے بھائی امام حسینؑ علیہ السلام سے وصیت کی تھی مجھے نانا کے
پاس دفن کرنا اور اگر مخالفین مانع ہوں تو صبر کرنا چنانچہ جب حضرت امام حسینؑ
علیہ السلام غسل و کفن اور نماز کے بعد اپنے بھائی کی لاش مطہر کو روضہ رسولؐ میں
دفن کرنے کی غرض سے لے کر آئے تو بنی امیہ اور خصوصاً مروان وغیرہ مانع
ہوئے ادھر عائشہ بھی خچر پر سوار ہو کر آگئیں اور کہنے لگیں کہ یہ گھر میرا ہے اور
میں دفن نہیں ہونے دوں گی لوگوں میں ہیجان بڑھا بعض لوگ کہنے لگے اے عائشہ
کبھی اونٹ پر سوار ہو کر جنگ جمل لڑی اور آج خچر پر سوار ہو کر نواسہ رسولؐ کو دفن
سے روکنے کے لئے آئی ہو اور ان کے نانا کے پاس دفن کرنا بھی تم کو گوارا نہیں۔
ہر چند لوگوں نے کہا سنا مگر عائشہ کسی طرح نہ مانیں اس سے کہا سنی بہت جھگڑا بڑھ گیا

۱۔ مروج الذہب جلد ۲ صفحہ ۵۵ - استیعاب جلد ۱ صفحہ ۱۴۴ (۲) تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۳۲۸ ۔

اور عائشہ کی طرف سے تیر بارانی شروع ہو گئی اور ۲۸ تیر امام حسنؑ کے جنازہ میں پیوست ہو گئے۔ حسب وصیت امام حسنؑ امام حسینؑ نے پورا پورا طرح صبر کیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی صبر کی تلقین کر کے عائشہ کے اٹھائے ہوئے فتنہ و فساد کو دبا یا اور اپنے بھائی کو اپنی والدہ گرامی حضرت فاطمہ زہراؑ کے پہلو میں بقیع میں دفن کر دیا (۲) معاویہ نے جعدہ بنت الاشعث کے ذریعہ ۲۸ صفر ۵۰ھ مطابق ۶۷۰ء دوسرے چراغ امامت کو گل کرا کے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔

زوجاتِ امام حسنؑ

کفعمی نے مصباح میں لکھا ہے کہ کنیزوں کے علاوہ امام حسنؑ کی ۶۴ زوجات تھیں منجملہ ان کے جعدہ بنت الاشعث بھی تھی جس نے معاویہ کے بھڑکانے پر زہر سے حضرت کی جان لی۔

اولادِ امام حسنؑ

عبیدلی جو عربوں کے بہت زیادہ نسبوں کا جاننے والا تھا جس کا لقب نسّابہ تھا اس نے کتاب عمدۃ الطالبین میں اولاد حضرت امام حسنؑ کی تعداد ۱۶ لکھی ہے ۵ لڑکیاں اور گیارہ لڑکے اور ابو نصر بخاری نے ۱۳ پسر اور ۲ دختر لکھی ہیں اور صحاح الاخبار میں ۱۹ اولادیں لکھی ہیں جن میں ۱۷ پسر تھے ۲ دختر اور کتاب فصول المہمہ میں ۱۱ پسر اور ایک دختر لکھی ہے ابن خشاب اور ابو الفدا (۱) نے ۱۵ پسر اور ۸ دختر لکھی

(۲) تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۱۸۲ (۱) ابو الفدا صفحہ ۱۸۳ ، تاریخ جلد ۲۵ صفحہ ۲۸۸۔

ہیں اور صاحب تاریخ خمیس (۲) نے اسی کی تائید کی ہے اور شیخ مفید نے ارشاد میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسنؑ ابن علی علیہما السلام کی ۱۵ اولادیں اس ترتیب سے تھیں زید اور ان کی ۲ بہنیں ام الحسنؑ اور ام الحسینؑ ام بشیر دختر ابو مسعود بن عقبہ کے بطن سے حسنؑ مثنیٰ بن حسنؑ دوسری زوجہ خولہ بنت منظور فزاریہ کے بطن سے۔ عمرؑ بن حسنؑ۔ قاسم بن حسنؑ۔ عبداللہ تیسری زوجہ ام ولد کے بطن سے۔ عبدالرحمٰن بن حسنؑ چوتھی زوجہ ام ولد کے بطن سے۔ حسینؑ اثرم۔ طلحہ اور ان کی بہن فاطمہ ام اسحٰق بنت طلحہ کے بطن سے اور حضرت کی صاحبزادیاں ام عبداللہ۔ فاطمہ۔ ام سلمہ۔ اور رقیہ مختلف ازواج سے تھیں۔ ابن جوزی نے اولاد امام حسنؑ میں ۱۶ پسر اور ۴ دختر لکھی ہیں (۳) اور ابن شہر آشوب نے ۱۵ پسر اور ۶ دختر لکھی ہیں۔

حالات فرزندان امام حسنؑ

ظاہر ہے کہ اس مختصر رسالہ میں تمام فرزندان امام حسنؑ کے حالات درج نہیں کئے جا سکتے البتہ ہم اس وقت صرف چند فرزندان امام حسن علیہ السلام کے کارنامے اور ان کی زندگی کا مختصر خاکہ پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

زید بن حسنؑ

حضرت کے فرزند زید بن حسنؑ بڑے جلیل القدر عظیم المرتبت تھے نوّے سال کی عمر پائی تھی اور صدقات رسول اللہ کے متولی بھی تھے جناب زید کے متعلق بنی امیہ کے بادشاہ عمر ابن عبدالعزیز نے اپنے گورنر کو لکھا تھا کہ زید بن

(۲) تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ انوار الحسینیہ جلد ۲ صفحہ ۱۲ (۳) تذکرہ ابن جوزی صفحہ ۱۱۴

حسنی خاندان بنی ہاشم کے ایک شریف و محترم بزرگ ہیں آپ نے سنہ ۲۰۲ھ مطابق ۸۱۷ء میں ۹۰ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

حسن مثنیٰ

آپ بھی فرزندان امام حسنؑ میں بڑے فاضل متقی، پرہیزگار، جلیل القدر، عظیم المرتبت اور صدقات امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کے متولی تھے۔ آپ کا عقد نکاح حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی بڑی صاحبزادی جناب فاطمہؑ سے ہوا تھا۔ آپ میدان کربلا میں اپنے چچا حضرت سید الشہداء کے ساتھ موجود تھے اور دشمنوں سے جہاد کر کے بہت زخمی ہوئے اور جب زخموں سے چور ہو کر گھوڑے سے زمین پر گر پڑے تو دیکھنے والوں کو یہ گمان ہوا کہ ان کا طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر چکا مگر وہاں رمق جان باقی اور بیہوشی طاری تھی جب شہداء کے سر جسموں سے جدا کئے جا رہے تھے اس وقت پتہ چلا کہ آپ ابھی زندہ ہیں تو آپ کے ماموں ابو احسان نے کوشش کر کے آپ کو عمر سعد سے لے لیا اور کوفہ میں لا کر مرہم پٹی کرائی ایک عرصہ تک علاج ہوتا رہا یہاں تک کہ آپ کو صحت حاصل ہوئی اور آپ مدینہ واپس آ گئے۔ مورخین کا آپ کی عمر اور سنہ وفات میں اختلاف ہے بعض مورخین نے آپ کی عمر ۳۵ سال کی اور ۹۰ھ بزمانہ خلافت ولید بن عبد الملک اموی کے بھجوائے ہوئے زہر سے وفات درج کی ہے اور بعض مورخین کا قول ہے کہ آپ نے ۹۷ھ میں ۵۲ سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ کو اس زمانہ کے بادشاہ سلیمان بن عبد الملک نے زہر دلوایا۔ آپ کی وفات کا صدمہ آپ کی زوجہ محترمہ جناب فاطمہ بنت امام حسینؑ کو اس قدر ہوا کہ آپ کی قبر پر ایک خیمہ نصب کرا کے بیٹھ گئیں۔ دن بھر روزہ رکھتی تھیں۔ رات بھر عبادت کرتی تھیں اور اس سوگواری کا سلسلہ پورے ایک سال تک جاری رہا اور جب دوسرا سال شروع ہوا تو آپ نے خیمہ اٹھوا دیا اور وہاں سے گھر واپس گئیں (۱)۔

۱۔ ارشاد صفحہ ۲۱۱

قاسم ابن حسنؑ

آپ بھی معرکۂ کربلا میں اپنے چچا حضرت امام حسینؑ کے ساتھ شریک تھے اگرچہ آپ کا سن ۱۳ سال سے زیادہ نہ تھا لیکن جوانوں سے زیادہ ہمت اور بوڑھوں سے زیادہ عزم رکھتے تھے ورنہ شب عاشور اپنے چچا سے یہ نہ دریافت کرتے کہ میرا نام بھی دفتر شہداء میں ہے یا نہیں اور حسینؑ کے اس سوال پر کہ یا بنی کیف الموت عندک تم موت کو کیسا سمجھتے ہو جناب قاسم کا یہ جواب دینا کہ یا عم احلیٰ من العسل چچا جان موت کو شہد سے زیادہ شیریں سمجھتا ہوں کتنی بہادری ثابت کرتا ہے لیکن اس جواب میں دو نکتے بھی پوشیدہ ہیں اولاً یہ کہ جناب قاسم نے اپنے چچا کو یہ جواب دے کر کہ یا عم احلیٰ من العسل چچا جان میں موت کو شہد سے زیادہ شیریں سمجھتا ہوں دنیا کو یہ بتا دیا کہ قرآن کی یہ آیت کہ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ سب ہی قاریان قرآن نے پڑھا ہوگا لیکن اس کے بعد بھی موت کا مزا کسی کو نہ معلوم ہوا ہوگا تو میں بتلائے دیتا ہوں کہ موت کا مزا شہد سے زیادہ شیریں ہے اور دوسرا نکتہ یہ پوشیدہ تھا کہ عام محققین یہ سمجھیں گے کہ بچے عموماً مٹھاس سے رغبت رکھتے ہیں اور جناب قاسم بھی بچہ تھے لہٰذا بچپن کا جواب بھی ویسا ہی ہے لیکن نہیں ایسا نہیں ہے۔ اگر جناب قاسم کا بچپنے کی فطرت کے مطابق جواب ہوتا تو وہ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ چچا میں موت کو رطب سے زیادہ شیریں سمجھتا ہوں قند اور حلوے سے زیادہ لذیذ جانتا ہوں کیوں کہ رطب، قند، حلوہ، یہ شیرینیاں عرب میں زیادہ مستعمل تھیں پھر شہد کی خصوصیت سے کیا فائدہ؟

لیکن اہل بیت اور قرآن دونوں کو ماننے والے جناب قاسم کے اس جواب پر کہ موت کو شہد سے زیادہ شیریں سمجھتا ہوں جب غور کرتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ شہد کے لئے قرآن میں یہ آیت موجود ہے کہ فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ یعنی شہد میں لوگوں کے

نے شفا بخشی گئی ہے شاید اسی لئے جناب قاسم نے میدان کربلا میں شب عاشور موت
کو شہد سے زیادہ شیریں کہہ کے یہ بتادیا کہ چچا جان آپ پر کل جان دینے والوں ہی کو
تو حیات ابدی ملے گی جیسے جناب قاسم شب عاشور امام حسینؑ کے سوال کا جواب دے کے
اُمت رسولؐ کو ایک سبق دے دیا تو حسینؑ کیوں نہ عاشور کے دن ایک ایسا عمل بھی پیش کرتے
جائیں کہ جو ان کے نانا کی اُمت کے لئے ہمیشہ وجہ سکون قرار پا سکے اور وہ عظیم مصیبت
بیٹی کی بیوگی ہے۔ حسینؑ نے روز عاشور اپنی صاحبزادی فاطمہ کبریٰ کا جناب قاسم
کے ساتھ عقد کر کے (۱) اپنے غلاموں اپنے عقیدت مندوں کے لئے ایک راہ صبر اور
یقین معین کر دی۔ اس مقام پر ہمارے مخالفین شیعہ عوام کو دھوکہ دینے کے لئے
یوں سمجھاتے ہیں کہ میدان کارزار میں جہاں لاشوں پر لاشیں گر رہی ہوں وہاں
شادی بیاہ کا کیا تک ہے لہٰذا یہ واقعہ غلط و بے بنیاد ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ
بالکل صحیح ہے لہٰذا تو میں عوام الناس کے ذہنوں کو الفاظ کے ان گورکھ دھندوں سے نجات
دلانے کی کوشش کروں گا جو لفظ شادی بیاہ سے پیدا کر دیئے گئے ہیں یا کئے جاتے
ہیں۔ جو لوگ عراق کا سفر کر چکے ہیں اور وہاں ان کو قیام کا بھی موقع ملا ہے تو انہوں
نے خود دیکھا ہوگا کہ عربوں میں شادی کے موقع پر ہندوستان کی طرح نہ انجھا ہے
نہ سانچق نہ برات ہے نہ دیگر رسم بلکہ وہاں دولہا دلہن سہرا بندی سے بھی مستغنیٰ
رہتے ہیں۔ دونوں سادے کپڑوں میں ملبوس ہوتے ہیں اور ۲ علما اور کبھی ایک
عالم طرفین کا وکیل ہو کر ایجاب و قبول یعنی نکاح اور قبلت کہہ دیتا ہے۔

---

(۱) روضۃ الشہدا۔ منتخب۔ نور الابصار۔ عجائب الانوار وغیرہ۔

بس اسی کا نام عقد ہے اور یہ ہر وقت، ہر عالم اور ہر صورت میں ہو سکتا ہے چاہے
لاشیں گر رہی ہوں چاہے شادیانے بج رہے ہوں۔ البتہ یہ سوال ضرور ہوتا ہے
کہ ایسے نازک وقت میں ایجاب و قبول ہی کی کیا ضرورت؟ تو امام کے کسی بھی فعل کی
اصلیت سمجھنا یا اس کا بتا دینا مجھ ایسے جاہل کا کام نہیں ہے اور نہ میں امام کے کسی
فعل پر اعتراض کرنے کی جرأت کر سکتا ہوں نہ اس سے انحراف کرنے کی ہمت کر سکتا
ہوں البتہ عقد جناب قاسم پر دو عقلی دلیلیں پیش کر سکتا ہوں۔ پہلی دلیل تو یہ ہے کہ
امام کو امت والوں سے ہر طرح افضل و ارفع ہونا واجب ہے اسی طرح ہر واجب
و مستحب فعل میں بھی ہر شخص سے بلند ہونا ضروری ہے اس میں کسی طرح کی بھی کمی نہیں
ہو سکتی عاشور کے دن حسینؑ مظلوم پر فدا ہونے والوں میں وہب ابن عبد اللہ
کلبی بھی تھے جن کی شادی کو صرف سترہ دن ہوئے تھے اور وہب کا کربلا پہونچ کر مع
ماں اور زوجہ کے اسلام لانا ہر تاریخ میں موجود ہے اور جب اسلام لا چکے تو ان پر واجب
ہو گیا کہ یہ اپنے آقا حضرت امام حسینؑ کی نصرت میں اپنی جان فدا کر دیں اور جب وہ اپنی
جان فدا کر دیں گے تو ان کی بیوی رانڈ ہو گئی اور وہ ابھی نو عروس تھی لہذا نئی دولہن کے
بیوہ ہونے کی مصیبت میں وہب تمام شہدا پر سبقت فضیلت لے جاتے نہیں حضرت
امام حسینؑ بھی شریک تھے لہذا ہو سکتا ہے کہ امام حسینؑ نے اپنی بی بی فاطمہ
کبریٰ کا عقد کر کے وہب کی بیوی کے لئے راہ صبر نکال دی ہو اور دوسری دلیل
عقلی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ واقعہ کربلا جہاں ہم کو بہت سے سبق سکھاتا ہے وہاں
ہمارے مرنے والوں کے لئے وجہ صبر و سکون پیدا کرتا ہے —— اگر دنیا میں
کسی کا باپ مرجاتا ہے تو وہ حسینؑ مظلوم کے مصائب یاد کر کے صبر کرتا ہے

اگر کسی کا بھائی اٹھ جاتا ہے تو وہ حضرت ابوالفضل العباسؑ کو یاد کر کے صبر کر لیتا ہے اگر کسی کا جوان بیٹا داغ مفارقت دے جاتا ہے تو وہ علی اکبرؑ کی جوانی یاد کر کے صبر کر لیتا ہے اگر کسی کی بہن جدا ہو جاتی ہے تو وہ زینبؑ ام کلثومؑ کے مصائب سے اپنی مصیبت کو کم کر لیتا ہے۔ اگر کسی کا کمسن بچہ مر جاتا ہے تو وہ علی اصغرؑ کے تشنگی و بے زبانی میں شہید ہو جانے کو یاد کر کے صبر کر لیتا ہے یہ سب نظیریں تو امام حسینؑ کربلا میں مہیا کر چکے تھے اور اپنے نانا کی اُمت کے لئے صبر و سکون کی راہیں معین کر چکے تھے لیکن جن لوگوں کی بیٹیاں کمسنی میں بیوہ ہو جاتی ہیں ان کے لئے صبر و سکون کی راہ نہ ہوتی اگر حسینؑ اپنی بیٹیؑ فاطمہ کبریٰ کا عقد جناب قاسمؑ کی شہادت سے کچھ پہلے نہ کر دیتے لہٰذا حسینؑ نے اپنی بیٹیؑ کی بیوگی کی عظیم مصیبت بھی برداشت کر کے اُمت گناہ گار کے لئے صبر و سکون کا ذریعہ مہیا کر دیا۔ اور اسی واقعہ کی یاد میں ہندوستان بھر میں ۷ محرم کو مہندی کے جلوس نکالے جاتے ہیں اگرچہ یہ رسم عراقی رواجم کے خلاف معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ عربوں میں مانجھا۔ سانچق۔ بری۔ وغیرہ کی رسمیں نہیں ہیں لیکن ہاتھوں میں مہندی لگانے کی رسم ضرور ہے میں خود جب نجف اشرف میں بسلسلۂ تعلیم مقیم تھا تو بعض عرب دوستوں کی شادیوں میں بھی شرکت کی تو میں نے دیکھا کہ نوشاہ بہت گہری مہندی دونوں ہاتھوں میں لگائے تھے اس سے معلوم ہوا کہ عربوں میں بھی شادی کے موقع پر مہندی ضرور لگائی جاتی ہے لیکن قاسم ابن حسنؑ کو (رسماً) مہندی لگانا بھی ممکن نہ ہوا اس لئے کہ ان کے ہاتھوں میں تو خون کی مہندی لگی تھی لہٰذا اہل ہندوستان نے اپنے ملک کی رسم کے

مطابق اس ناشاد دولہا کے عقد کی یاد میں مہندی اٹھانے کی یادگار قائم کی اور ہے بھی یہی کہ ـــــ ہر ملک کی رسمیں الگ الگ ہوتی ہیں لیکن میں نے کربلائے معلی عراق میں یہ خود دیکھا کہ ۱ محرم سے عاشور تک روزانہ مہندی کے جلوس نکلتے ہیں جس طرح ہندوستان میں مختلف ناموں کی تخفیف علم تابوت اٹھاتی ہیں اسی طرح عراق میں ماتمی دستے جن کو عربی میں موکب کہتے ہیں ماتم پڑھتے ہوئے نکلتے ہیں۔ اور جس طرح ہندوستان میں کاغذ کی مہندیاں بنائی جاتی ہیں بالکل اسی طرح عراق میں جستہ وغیرہ کی مہندیاں بنی ہوتی ہیں جو طول و عرض میں یہاں کی مہندیوں سے پنج گنی زیادہ ہوتی ہیں جن میں بڑے بڑے بجلی کے بلب آویزاں ہوتے ہیں یوں تو سب ہی ماتمی دستے ۱ محرم سے کربلا میں مہندیاں اٹھانا شروع کر دیتے ہیں اور شب عاشور رات بھر یہ سلسلہ جاری رہتا ہے لیکن دستہ عباسیہ عراق کی مہندی کا جلوس بڑے تزک و احتشام سے اٹھتا تھا میں بھی اس دستے کے ماتم میں کافی دیر تک شریک رہا تھا اس کے علاوہ حضرت جناب قاسم کا خیمہ حرم کی جو جگہ ہے متصل بنا ہوا ہے گیا وہ ہے اندر سے کربلائے معلی میں بعض اہل علم کی زبانی سنا ہے کہ جس شخص کے یہاں اولاد نہ ہوتی ہو اور وہ خیمہ قاسم میں شمع روشن کر کے دعا کرے تو خداوند عالم اس کو اولاد عطا کرتا ہے

عبداللہ ابن حسن

یہ کمسن شاہزادہ بھی عاشور کے دن اپنے چچا امام حسینؑ پر جان فدا کرنے کے لئے

کربلا میں موجود تھا اور اس وقت جان فدا کی جب حسینؑ زخموں سے چور ہو کر
پشت فرس سے زمین پر تشریف لا چکے تھے اور حضرت پر غشی طاری تھی اس وقت
یہ کمسن شاہزادہ خیمہ سے نکل کے چچا کے پاس آ کے کھڑا ہو گیا اشقیا حسینؑ
کو گھیرے ہوئے تھے کسی نے تلوار کا وار کرنا چاہا بچہ نے دونوں ہاتھ
اٹھا کر اپنے ننھے ننھے ہاتھوں پر تلوار کا وار روکا دونوں ہاتھ کٹ گئے تو ماں کو پکارا
یا اماہ اور کہا اے مادر گرامی میری خبر لیجئے حسینؑ کے کانوں میں جب عبداللہؓ کی یہ
آواز پہونچی تو غش سے آنکھیں کھول دیں دیکھا کہ بھتیجا ہاتھ کٹائے پہلو میں کھڑا ہے
حسینؑ میں اتنی قوت تو تھی نہیں کہ اٹھ کے بچہ کو گلے لگاتے تسکین دیتے ہاں لیٹے لیٹے
اپنے پہلو میں عبداللہؓ کو بھی لٹا لیا تاکہ بچہ کو کچھ تو سکون ہو سکے لیکن حرملہ کے ایک تیر نے
عبداللہؓ کا اپنے چچا کے پہلو ہی میں خاتمہ کر دیا اس طرح حسنؑ کی دو یادگاریں
ان کے چھوٹے بھائی حسینؑ کے فدائیوں میں ٹھہریں۔

روضہ امام حسنؑ کی کرامت

علمائے اہلسنت نے انس رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے اپنی کتب میں روضہ امام حسنؑ کی
اس کرامت کا خاص طور سے ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک متعصب بدمعاش نے روضہ امام
حسنؑ کی بے حرمتی کرنے کی نیت سے قبر مطہر پر رفع حاجت کی پس فوراً اسکو جنون
کا دورہ پڑا اور کتوں کی طرح بھونکنے لگا اور بھونکتے بھونکتے ہی جہنم واصل ہوا اور
جب اس کو دفن کیا گیا تو اس کی قبر سے بھی کتے کے بھونکنے کی سی آواز آتی رہی (۱)

(۱) ارجح المطالب صفحہ ۲۶۲ ۔ نور الابصار صفحہ ۱۲۲ ۔ حلیۃ الاولیا ابو نعیم صفحہ ۳۷ ج ۲
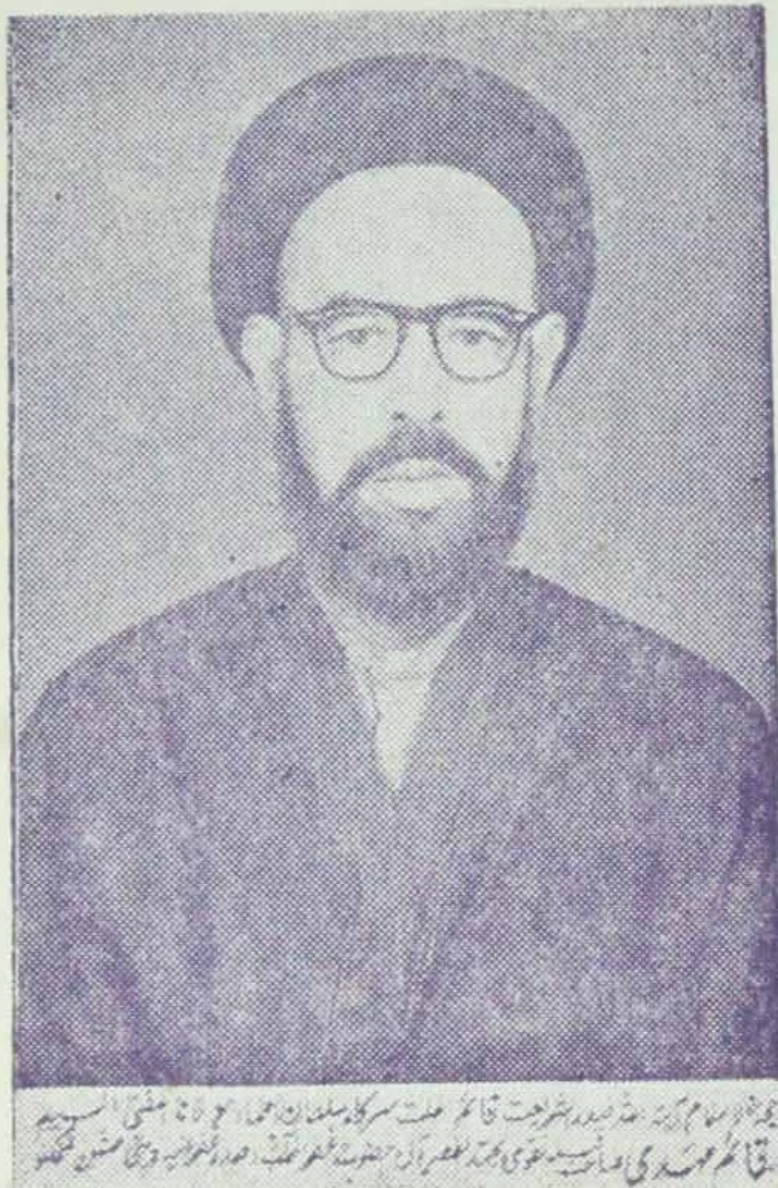
(۱) ہماری نمازیں یہ رسالہ سرکار سلطان العلماء حضرت قائم الملۃ مجتہد العصر کا لکھا ہوا ہے اس میں تمام واجبی اور سنتی نمازیں ان کے پڑھنے کی ترکیب اور اوقات صلوٰۃ بہت تفصیل سے لکھے ہیں دریا کو کوزہ میں سما دیا ہے ہر گھر میں اس رسالہ کا ہونا بہت ضروری ہے قیمت ۴ر علاوہ محصول ڈاک۔

(۲) تنویر غم یہ سرکار اشرف العلماء مولانا السید ابوالحسن صاحب قبلہ مدظلہ کے بہترین تاریخوار نوحوں کا مجموعہ ہے۔ قیمت پچاس پیسے

(۳) تبرکات کا تاریخی جائزہ اس رسالہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ تبرکات کہاں کہاں ہیں اور کیونکر کس کے پاس پہونچے اس کے مولفین علامہ ڈاکٹر کاموںپوری اور سید اختر حسین صاحب رضوی الہ آبادی جرنلسٹ ہیں قیمت ۸۰ پیسے

(۴) میری غزلوں میں آثار کربلا یہ جناب سید قاسم شبیر صاحب نقوی نصیر آبادی کے منتخب اشعار کا بہترین مجموعہ ہے قیمت ۷۴ پیسے

(۵) چودہ سہارے یہ حضرات چہاردہ معصومین کی سوانح حیات ہے جس کا چوتھا سہارا حضرت امام حسنؑ کے حالات ہیں قیمت ۷۵ پیسے علاوہ محصول

(۶) کربلا میں خواتین کے مجاہدات یہ رسالہ جناب سید اختر حسین صاحب رضوی جرنلسٹ کا لکھا ہوا ہے اس میں یہ بتایا ہے کہ کربلا میں کن کن عورتوں نے اپنے مردوں کو حضرت سید الشہداء پر نثار کیا۔ قیمت ۲۵ پیسے علاوہ محصول

(۷) انیس الذاکرین یہ بھی جناب اشرف العلماء مدظلہ کے تاریخوار سوزات کا لاجواب مجموعہ ہے جو زیر طبع ہے۔

(۸) تصویر عزا یہ جناب سید حماد علی صاحب نقوی ایم۔ اے بی۔ ٹی مرحوم کے نوحوں کا مجموعہ ہے پہلا ایڈیشن ختم دوسرا زیر طبع۔

(۹) خون دل یہ جناب علامہ مہر جائسی ایم۔ اے کے بے مثل نوحوں کا مجموعہ ہے جو زیر طبع ہے

اس کے علاوہ ہر قسم کی دینی و مذہبی کتاب ہم سے طلب فرمائیے۔ منیجر غفرانیہ دینی مشن لکھنؤ ۳